رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع ... سے ...

نمبر ۶ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۴ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ — جلد ۱۱

الہامات
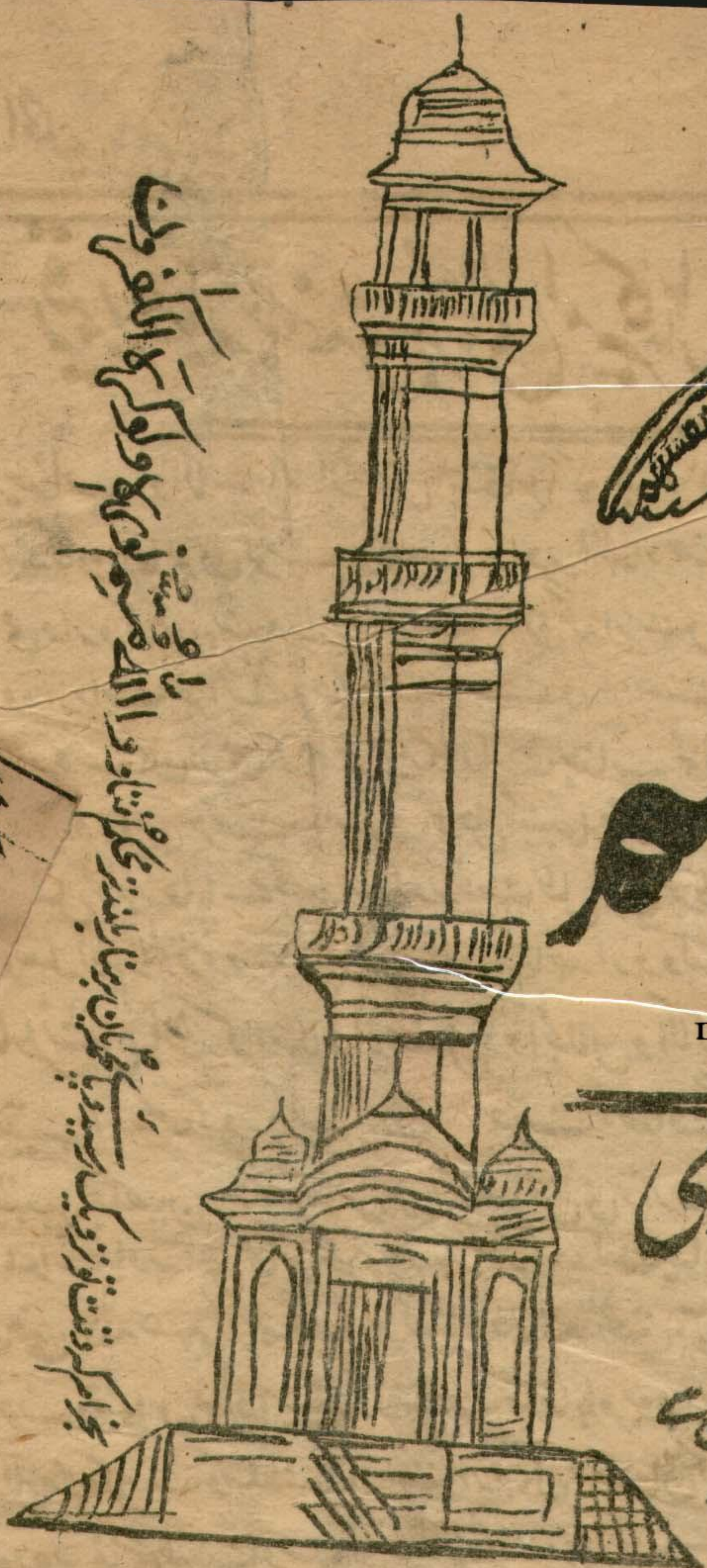
۹ فروری ۱۹۰۷ء - ۱ - خدا نے بندے پر رحم کیا ہے - ۲ - یرحمک اللّٰہ ترجمہ - خدا نے تجھ پر رحم کیا ہے - ۳ - اِنَّکَ انت الاعلیٰ - ترجمہ - بیشک تو ہی بلند ہے - ۴ - امید بھاری - ۵ - ہر ایک مکان سے خیر و عافیت -

۶ - ان اللّٰہ مع الابرار - ترجمہ - بیشک خدا نیکوں کے ساتھ ہے -

۷ - انت من الابرار - تمام دنیا میں سے ایک - ترجمہ - تو نیکوں میں سے ہے

۸ - اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گڑھا قبر کے اندازہ کی مانند ہے اور ہمیں معلوم ہوا کہ اس میں ایک سانپ ہے اور پھر ایسا خیال آیا کہ وہ سانپ گڑھے میں سے نکل کر کسی طرف بھاگ گیا ہے - اس خیال کے بعد مبارک احمد نے اس گڑھے میں قدم رکھا - تو اس کے قدم رکھنے کے وقت محسوس ہوا کہ وہ سانپ ابھی گڑھے میں ہے اور اس سانپ نے حرکت کی اور پھر ساتھ ہی اس سانپ نے باہر کی طرف نکلنا شروع کیا - جب باہر کی طرف بھاگنے لگا تب ایسا دکھائی دیا کہ گویا وہ ایک اژدہا ہے اور اس کی دو ٹانگیں ہیں - ایک ٹانگ تو کسی قدر پتلی ہے اور دوسری ٹانگ اس قدر موٹی ہے جیسی کسی بھینس کی ٹانگ یا ہاتھی کی ٹانگ - مبارک احمد کی والدہ اس سانپ کی طرف دوڑی اور ایک چاقو سے اس کی پتلی ٹانگ کاٹ دی - پھر وہ اژدہا مکان کی دوسری طرف آگیا - اور میں اس کی طرف گیا اور میرے ہاتھ میں ایک چاقو تھا - میں نے بڑی ٹانگ اس اژدہا کی اس چاقو سے کاٹ دی بہت آسانی سے کٹ گئی جیسے مولی یا گاجر - اور بہت کچھ پانی زہر یلہ اس سانپ کا چاقو کے ساتھ آلودہ رہا - میں نے اس چاقو کو ایک آگ میں جو قریب ہی سلگ رہی تھی ڈال دیا اور اس سے بڑی بدبو آئی - مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے زہر سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے - مگر کوئی نقصان نہ پہنچا - بہر حال اس اژدہا کا کام تمام کر دیا - اور پھر ہم تینوں اس مکان سے جب باہر آئے - تو ڈاکٹر عبداللّٰہ سامنے آتے نظر آئے - جب قریب پہنچے تو مسکرا کر مجھے کہنے لگے - کہ تار آئی ہے کہ دو پل ٹوٹ گئے - میں نے دریافت کیا کہ کون کون سا پل اور کس کس مقام کا پل ٹوٹا ہے انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ دو پل جو ٹوٹے ہیں وہ پنجاب کے پل ہیں - پھر بعد اس کے الہام ہوا -

۹ - العید الاخر تنال منہ فتحاً عظیماً - ترجمہ - ایک اور عید ہے - جس میں تو ایک بڑی فتح پائیگا -

۱۰ - زندگی با آرام ہو جانا پہلی زندگی سے -

۱۰ فروری ۱۹۰۷ء

۱ - دعنی اقتل من آذاک - ان العذاب مربع و مدور ترجمہ - مجھے چھوڑ تا میں اس شخص کو قتل کر دوں جو تجھے ایذا دیتا ہے - دشمنوں کیلئے عذاب ہر چہار طرف سے ہے اور ارد گرد سے گھیرے ہوئے ہیں -

۲ - وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک - لک رحمۃ ہم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا - جس نے تیری کمر توڑ دی تھی - تیرے لئے ایک رحمت ہے

۱۲ - فروری ۱۹۰۷ء - ۱ - ایک اور خوشخبری

۲ - نثنی علیک - الخیر و البرکۃ - ترجمہ ہم تیری ثنا کرتے ہیں خیر اور برکت

۳ - آسمان ٹوٹ پڑا ستارا - کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے ۴۲

* فرمایا - یہ فقرہ اللّٰہ تعالیٰ کے نہایت فضل و احسان اور رحمت کو ظاہر کرتا ہے توریت میں ایسا ہی ایک فقرہ حضرت موسیٰ کے متعلق ہے -

؎ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ کوئی دہشت ناک آسمانی امر ہے اور محاورہ عرب میں آسمان سے مراد وبال بھی ہوتا ہے مگر ہم کسی خاص پہلو پر زور نہیں دے سکتے کہ کیا مراد ہے ۔

ایک ہفتہ تک ایک بھی نہ رہیگا - اس کی تشریح نہیں ہوئی - اللّٰہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہفتہ سے مراد کتنی مدت ہے - مَن ذا الذی اسعد مِنک - ترجمہ - تیری سے زیادہ کون سعادت مند و کامیاب ہے

برائے امداد اسلام مے باید داشت۔ وتائید برائے محبت حضرت سید المرسلین مے باید کرد

ایھا الملک بارک اللہ فیک و علیک ولک اعلم ان الوقت وقت النصرۃ فہی لک ذخائر العاقبۃ انی اراک من الصالحین۔ فان سبقت غیرک فقد سبقت غیرک والسابقون السابقون عند اللہ وانہ لا یضیع اجر المحسنین وَ وَاللّٰہ انی مامور من اللہ وھو یعلم سری وجھری وھو بعثنی علیٰ راس المائۃ لاحیاء الدین۔ انہ رایٰ الارض فسدت وطرق الضلالت کثرت والدیانۃ قلت والخیانت کثرت فاختار عبداً من عبادہ لتجدید الدین وجعلہ خادم عظمتہ وخادم کبریائہ وخادم کلامہ المبین ولہ الخلق والامر یفعل ما یرید یلقی علیٰ من یشاء من عبادہٖ فلا تعجبوا من امر اللہ ولا تصعروا ظانین ظن السوء۔ واقبلوا الحق وکونوا من السابقین وھذا فضل اللہ علینا وعلیٰ اخواننا المسلمین فیا حسرۃ علی الذین لا یعرفون الاوقات ولا ینظرون ایام اللہ وینامون غافلین۔ وما کان شغلہم الا ان یکفروا مسلماً او یکذبوا صادقاً وما یفکرون قائمین للہ ولا یوثرون سبل المتقین۔ فہم الذین کفرونا ولعنونا ونسبوا الینا ادعاء النبوۃ وانکار المعجزۃ والملائکۃ وما بلغوا مشعاً ماقلنا وما کانوا مستدبرین۔ وفتحوا افواہم مستعجلین۔ وانا براٰء مما افتروا علینا وانا بفضل اللہ من المومنین۔ نؤمن باللہ وکتابہ القرآن والرسول النبی الامی حبیب الرحمٰن وخاتم النبیین ونؤمن بکل ماجاء نبینا المصطفیٰ وسیدنا محمد ن المجتبیٰ ونؤمن بالانبیاء اجمعین ونشھد بصمیم قلبنا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ وخیر المرسلین۔ ھذہ عقائدنا نلقی اللہ تعالیٰ علیہا وانّا من الصادقین ان اللہ لذو فضل علی العالمین انہ بعث عبداً مجدداً عند وقتہ افتعجبون من امر اللہ وھو ارحم الراحمین۔ و ان النصاریٰ فتنوا بحیات المسیح وسقطوا فی الکفر الصریح فاراد اللہ ان یہدم بنیانہم ویبطل برھانہم ویظہر انہم کانوا کاذبین۔ فمن کان یومن بالقرآن ویرغب فی فضل اللہ الرحمٰن۔ فلیاتنی بصدق قدم ولیدخل فی المبائعین۔ و من الحق لنفسہ بنفسی ووضع یدہ تحت یدی اولئک الذین ینفعھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ویجعلہم فی الدارین من الفائزین فستذکرون قولی وافوض امری الی اللہ وما اشکو بثی وحزنی الا الیہ ھو ربی توکلت علیہ یرفعنی ولا یضیعنی ویعزنی ولا یحقرنی وسیعلم الذین ظلموا انہم کانوا من الخاطئین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الملتمس عبد اللہ الاحد غلام احمدؐ ماہ شوال ۱۳۱۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

جملہ ناظرین بانکین کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم نے انسپکٹر صاحب بہادر حلقہ امرتسر کی منظوری خاص کے بعد ان تمام طلبا کے لئے جو پنجم پرائمری تک ہمارے سکول میں تعلیم پاویں۔ فیس مدرسہ معاف کردی ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں۔ یا غریب۔ کاشتکار ہوں۔ یا غیر کاشتکار۔ ہندو ہوں۔ یا مسلمان۔ پس وہ تمام صاحبان جو دینی اور دنیوی وجہ تعلیم اپنے بچوں کو دلانا چاہتے ہیں۔ وہ اس موقع اور معافی فیس کو غنیمت سمجھیں اور ہمارے سکول میں بچوں کو مفت تعلیم دلاویں۔

(۲) یاد رہے۔ کہ ہمارا سکول افسران سررشتہ تعلیم پنجاب کے معاینہ اور نگرانی کے نیچے ہے اور رکگنائزڈ یعنے منظور ہوجانے کی وجہ سے مدرسہ ہذا کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں۔ جو دوسرے سرکاری مدارس کو حاصل ہیں اس مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں وہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جو سرکاری سکولوں میں مروج ہیں اس لئے جن ہوشیار لڑکوں کو وہاں سرکاری وظیفہ ملتا ہے وہ یہاں بھی مل سکتا ہے اور یہاں بھی تعلیم خدا کے فضل سے اچھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ نتائج امتحان سے ظاہر ہے۔

(۳) ہندو طالب علموں کو صرف مروجہ تعلیم دیجاتی ہے مذہبی تعلیم صرف مسلمان بچوں کے لئے مخصوص ہے۔

(۴) بیرونجات کے طلبا کے لئے سامان رہایش یعنے مکان۔ صندوق اور چارپائی وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا ہے۔ چند بیرونی ہندو طلبا کے آنے پر بھی بورڈنگ ہوس کا انتظام ہو سکتا ہے ناظرین مزید دریافت طلب امور کے متعلق راقم سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

نوٹ۔ اُن طلبا کے لئے جو دیگر مدارس سے اپر پرائمری کا امتحان پاس کر کے آتے ہیں۔ ایک سپیشل کلاس انگریزی کی تعلیم کے لئے کھولی گئی ہے اس جماعت کے طلبا سے بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

شیر علی عفی اللہ عنہ۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ ۳ فروری ۱۹۰۷ء

نوٹ۔ مدرسہ کے متعلق ایک بک ڈپو بھی ہے۔ جہاں مروجہ کتب سررشتہ تعلیم فروخت ہوتی ہیں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی رہی آپؑ کے اہل بیت اور جمیع متعلقین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے مسرت افزا خبر ہے۔ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کی رات کو مکرمی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی ایکایک سخت بیمار ہوگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان ملت کی دعاؤں نے حکیم صاحب کو شفا دی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۳۔ موسم ہفتہ بھر ابر آلود رہا۔ اور بارش ہوتی رہی۔ بارش خاطر خواہ ہوگئی اور ابھی تک آسمان صاف نہیں ہوا ڈھاب خوب لبریز ہو چکی ہے۔ بارش کی وجہ سے سلسلہ کی تعمیرات فی الحال بند ہیں۔

۴۔ عبد الکریم حیدر آبادی طالب علم جکو ہائیڈروفوبیا کا دورہ ہوا تھا اور جس کا ذکر گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص دعا کی وجہ سے بالکل شفایاب ہوگیا تھا کسولی والے اس کی زندگی سے جواب دے چکے تھے مگر خدا تعالیٰ نے یہ نشان قبولیت دعا کا دکھایا

بنگر اگر چشم واداری

ہندوستان میں سب سے بڑا آدمی کون ہے؟

معزز ہمعصر ہندوستان نے ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان پر ایک سو روپیہ کا انعام مشتہر کیا ہے اور وہ چھ بڑے بڑے آدمیوں کے نام پوچھتا ہے۔ میں اس سوال کا جواب اپنے مذاق پر دینا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ سو روپیہ کا انعام مقرر ہے بلکہ محض اس لئے کہ کیا عجب محض اسی تقریب سے اہل ہند کو اپنے **حقیقی محب** اور **غم گسار** کا پتہ لگ سکے۔ بزرگی اور بڑائی مختلف پہلوؤں اور حیثیتوں سے سمجھی جاسکتی ہے اور سمجھی جاتی ہے لیکن حقیقی **عظمت** اور **وقعت** جن انسانوں کی دنیا میں سمجھی جانی چاہئے اور جسکے مستحق دراصل وہی ہوتے وہ وہ **قوم** ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کی حقیقی بھلائی کے لئے دنیا میں آتی ہے۔ اور عجب تر بات یہ ہے کہ یہ **قوم** ابتداً لوگوں کی نظر میں **حقیر** اور **ذلیل** سمجھی جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ناطق فیصلہ یہ ہوتا ہے۔

قل العزۃ للّٰہ ولرسولہ

پس دنیا میں اپنے عہد اور عصر کا سب سے بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے **اصلاح خلق** کے لئے **مامور** ہو کر آئے۔ اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی ہستی اور وجود ایسا نہیں جو تمام عزتوں اور بڑائیوں اور بزرگیوں کا مرجع اور منبع ہو پھر جس کو اسکے حضور تقرب اور باریابی کی عزت حاصل ہو اور کل انسانوں میں سے وہی **اصلاح خلق** کے منصب جلیل پر ممتاز اور منتخب ہو اس سے بڑھکر

کون بڑا ہو سکتا ہے؟

میں کہہ چکا ہوں کہ مختلف حیثیتوں سے بڑائی اور بزرگی کا اظہار کیا جا سکتا ہے ایک متمول اپنی دولت و ثروت کے لحاظ سے ایک تاجر اپنی تجارت کے اصولوں کی [illegible] وسعت علم اور کامیابی کے لحاظ سے ایسا ہی ایک مدبر اپنی فرزانگی اور صائب تدبیری کے پہلو سے ممتاز ہو سکتا ہے مگر ان سب میں وہ بات نہیں ہوتی جو ایک **مامور میں ہوتی ہے**۔

سب سے اول اس کی بزرگی اور لانظیر عظمت کا پہلو اسکی **بے عیب** زندگی ہوتی ہے وہ انھیں لوگوں میں جو اس کے تمام حالات زندگی سے واقف اور خبردار ہوتے ہیں یہ دعویٰ کرتا ہے۔

وقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون

یعنے بیٹھے تم میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذرا ہے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو مجھ پر کوئی عیب اور الزام لگا سکے؟ اور سننے والوں میں سے باوجودیکہ اسکے مخالف اور دشمن ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی کسی کو ہمت اور حوصلہ نہیں ہوا کہ اسپر کوئی الزام لگا سکے اور ان لوگوں کے سوا اور کوئی گروہ اور افراد نہیں جنھوں نے اس قسم کا دعوےٰ دنیا میں کیا ہو اور پھر وہ دعویٰ پورا اترا ہو۔ کسی بڑے سے بڑے مدبر کا نام لو کہ اس نے ایسا چیلنج کیا ہو۔ کسی عالم یا متمول انسان کا نام لو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک شخص بھی اس **تحدی** کا کرنے والا بجز ماموروں کے نہیں نکلے گا۔

دوسرا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا ان کا مقصد اور کام ہوتا ہے تمام دوسرے ریفارمروں کی اصلاح کا دائرہ اور میدان دنیوی اغراض تک محدود ہوتا ہے اور کوئی ایک یا دوسری سوشل اصلاح انکے زیر نظر ہوتی ہے مثلاً ایک سودیشی تحریک کا حامی اپنے پرچار اور تحریک کو اسی دائرہ کے اندر رکھیگا اسے اس امر کی پروا نہیں ہوگی کہ ملک کی تمام حالت کیسی ہے کوئی شرابی ہو زانی ہو قمار باز ہو اسے اس کی پروا نہیں وہ فقط یہ دیکھ لیگا کہ اسکے کپڑے دیسی ہیں یا ایک بے نوشتی یا مسکرات کی خرابیوں سے بچانے کی تحریک کرنے والا اپنے مقاصد کے دائرہ کو اسی حد تک سمجھتا ہے۔ دوسری برائیوں اور خرابیوں سے اسے واسطے نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا مامور اپنا مقصد اور منشاء یہ قرار دیتا ہے کہ **انسان کو حقیقی انسان** پھر **با اخلاق انسان** اور بالآخر **باخدا انسان** بناوے اور انسانی پیدائش کی **غایت** کا سبق اس کے ذہن نشین کرے۔ اسکی **دعوت عام** اور اس کے کام کا دائرہ وسیع ہوتا ہے وہ ہر قسم کی برائیوں اور بدیوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔ خواہ وہ اعتقادی ہوں یا عملی اخلاقی ہوں یا مجلسی تمدنی ہوں یا سیاسی۔

تیسرا باعث اس کی بزرگی کا اس کا قول اور فعل ہوتا ہے یعنے جو کچھ وہ کہتا ہے وہ کرکے دکھا دیتا ہے یہ نہیں کہ آج ایک سودیشی تحریک کا حامی شور مچانے کو تو زمین آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے لیکن خود ولایتی عینک اور معمولی قلم دوات تک کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی تقریریں کرنے میں زمین آسمان کے قلابے ملانے کو آتا وہ لیکن ایک ترکی ٹوپی والا آدمی سامنے چلا جاوے تو ایسی حقارت کرتا ہے کہ اس کی طرف نظر اٹھانا بھی شاید گناہ سمجھتا ہو۔ غرضیکہ اپنی تعلیم پر عمل کرنا وہ لوگ ضروری نہیں سمجھا کرتے۔ مگر مامور کی حالت ان سے بالکل متغائر ہوتی ہے وہ جو کچھ کہتا ہے کرکے دکھاتا ہے گویا اس کی تعلیم کا پہلو **عملی** ہوتا ہے۔

چوتھا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا وہ غیر معمولی **نصرت** اور تائید ہوتی ہے جو ان کی اللہ تعالیٰ کرتا ہے ایک دنیا ان کی مخالفت کے لئے اٹھتی ہے مگر وہ ان مخالفتوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتا ہوا اپنی تبلیغ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مخالف تنگ کر ذلیل ہو کر نار ہو جاتے ہیں اور خدا کا مامور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ جماعت جو ابتداً لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ہوتی ہے ایک معزز اور مقتدر جماعت ہو کر رہتی ہے۔

اس قسم کے بہت سے وجوہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ **حقیقی عظمت** اور بڑائی انسانی جماعت میں **خدا کے ماموروں کو ہوتی ہے**۔

پس ہندوستان میں اگر کوئی آدمی **بڑا** کہلا سکتا ہے جو **اصلاح عالم** کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے **مامور** ہو مگر اس کی تلاش کے لئے ہندوؤں اور آریوں میں جانا محض بے سود ہے اس لئے کہ وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اسے مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہو۔ ان کے اعتقاد اور مہلت کے موافق خدا تعالیٰ کسی ابتدائی زمانہ میں بول کر **خاموش** ہو چکا ہو۔

عیسائیوں نے فیصلہ ہی کر دیا کہ خود خداوند (معاذ اللہ) نجات عالم کی خاطر قربان ہو لیا اب کسی وحی اور الہام کی حاجت ہی نہیں بلکہ کفارہ کے اعتقاد کو مدنظر رکھکر اعمال صالحہ کی بھی حاجت نہیں۔ اس لئے یہ مذہب تو انسان کو سرے سے وحشی ہی بنانا چاہتا ہے ان کے ہاں بھی کوئی ایسا آدمی موجود نہیں اور نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں **اسلام** ایک ایسا مذہب ہے جو **زندہ مذہب** ہے وہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر کبھی مہر نہیں لگی جیسے وہ سمیع و بصیر ہے ویسے ہی **کلیم** بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور اسلام کی پاک تاثیرات کا نتیجہ یہی ہے کہ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا شرف بخشتا ہے اور

ہمیشہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ آتے رہینگے جو اسلام کی سچائی عملی رنگ میں ثابت کریں چنانچہ اس صدی کے سر پر بھی ایک آواز آئی ہے —

کہ میں مامور ہوں

پس یہی مامور ٹہرا ہوا آدمی ہو سکتا ہے اور یقیناً ہے اس کا دعوے ہے کہ وہ کُل اقوام کے لئے راہ نجات ہے اور وہ موعود اور مامور مرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ) ہیں —

رہا یہ امر کہ وہ واقعی خدا کی طرف سے ہے یا نہیں اس کو ان معیاروں سے پرکھو جو خدا کے ماموروں کے لئے ہوا کرتے ہیں —

۱ - اس کی اپنی لائیف (سیرۃ) پر غور کرو —

۲ - اس کی تعلیم کو دیکھو —

۳ - ان تائیدات پر نگاہ کرو جو اللہ تعالےٰ نے اُن کی کی ہیں —

۴ - ان نشانات کو سوچو جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے —

۵ - ضروریات زمانہ کو مد نظر رکھو —

۶ - پہلے راستبازوں سے مقابلہ کرو —

۷ - جو لوگ خدائی فیصلہ کی بنا پر اسکے مقابلہ میں آئے اُن کے انجام کی تحقیق کرو —

۸ - اس کی جماعت کو دیکھو — (۹) اسکے کام کو دیکھو کیا کر رہا ہے (۱۰) پچھلے نشانات کافی نہ ہوں تو آئندہ اور دکھلانے کو آمادہ ہے —

غرض ایک نہیں بہت سے دلائل ہیں جو اسکے صدق دعوےٰ پر ہر رنگ میں پیش کئے جا سکتے ہیں — پس جب معیار صدق پر وہ مامور ثابت ہو چکا ہے تو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہئے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ اس وقت کی موجود دُنیا کا سب سے بزرگ انسان جناب مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود و کرشن رودر گوپال ہیں جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُنے — ایڈیٹر

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ — آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق —

سوال اول — فلما ذاقا الشجرۃ بدت لہما سوءاتہما و طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ — کیا حضرت آدم و حوا دونوں برہنہ ہو گئے تھے —

جواب — آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب اس کی کمزوری کا اُس کو علم ہوتا ہے تو اُس کے اخفا کی تدبیر کرتا ہے — اسی طرح حضرت آدم کو بھی اپنی کمزوری کا جب علم ہوا اُس کے اخفا کی کوشش کی اور یہ کوئی مذموم بات نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا کرتے تھے اللھم استر عوراتی و آمن روعاتی بلکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکی ستاری کرے تو یہ خود اس کا اظہار نہ کرے —

دوسرا سوال — قال فاذھب فان لک فی الحیوۃ ان

تقول لا مساس ۱۶/۴ — یہ کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ سامری کے ہاتھ لگانے سے تپ چڑھ جاتے تھے —

جواب — تپ چڑھنا تو قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا۔ سامری نے ترا شرک کیا اور اللہ تعالیٰ سے علیحدہ ہو گیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کیا تو بموجب قانون الٰہی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا اس کو بھی وہی سزا دی گئی کہ یعنے لوگوں کے ملنے سے علیحدہ کیا گیا اور اس کو حکم ہو گیا کہ جیسے چوہڑے دور سے پوش پوش یا پاس پاس کہتے چلے جاتے ہیں تا کہ کوئی ان کو چھوئے نہیں تو چوہڑوں کی طرح الگ رہو اور دور سے پکار پکار کر پاس ہو جاؤ —

تیسرا سوال — فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم ۲۳/۷ ستاروں کو دیکھکر یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اس کا کیا مطلب ہے کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے سامنے ایسا عذر کیا یہ سخت اعتراض ہے —

جواب — آجکل تو یہ عام رواج ہے مگر چونکہ آپ دیہات میں رہتے ہیں آپ کو اس کا علم نہیں — کوئی شخص کسی کے پاس جاوے تو میزبان کا جب ارادہ اس کے رخصت کرنے کا ہوتا ہے تو وہ اس کو زبان سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جیب سے گھڑی نکال کر دیکھتا ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ آپ نے میرا بہت وقت خرچ یا ضایع کیا تو اب وہ مہمان چلا جاتا ہے — اسی طرح تصویری زبان کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ سوائے گفتگو کے بات کی جاتی ہے جیسے اسٹیشنوں پر سرخ جھنڈے منع کے لئے اور سفید یا سبز اجازت آنے ریل کے لئے ہوتے ہیں — حضرت ابراہیم کی طبیعت بیمار تھی مگر باوجود بیماری کے قوم سے گفتگو کرتے رہے جب دیر ہو گئی اور بیماری کی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی تو ستاروں کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ اب بہت وقت ہو گیا اور میں بیمار بھی ہوں اب چلے جاؤ اور نجوم کے معنے گھڑی بھی ہیں تو اس طرح یہ معنے ہوئے کہ گھڑی دیکھکر یہ بات فرمائی والعلم عند اللہ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ — آپ کے سوالات کا جواب ذیل میں عرض ہے —

سوال اول — کیا وجہ کہ وضو کے فاسد ہونے سے ہاتھ پاؤں کا دھونا پڑتا ہے وضو کے ٹوٹ جانے سے یا ریح یا بول سے ان اعضا کے دھونے کی کیا وجہ —

جواب — اللہ تعالیٰ کے احکام بڑی بڑی حکمتوں پر مبنی ہوتے ہیں پاخانہ بول باد سے جو بُو اُٹھتی ہے اُس سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس گندی چیز کی اندرونی بو اور گندے بخارات نے اندرونی اعضا قلب دماغ روح کو کیسے صدمے پہنچائے ہونگے — جن سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگنے کے لئے فرمایا اللھم اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنے جب آدمی جنگل کو جاوے یعنے پاخانہ بول براز کے لئے خلا میں جاوے تو یہ دعا کرے یا اللہ میں تمام اندرونی بیرونی پلیدیوں اور نجاستوں سے پناہ مانگتا ہوں جنکا اثر قبل از خروج باطن اور روح پر ہو سکتا ہے اور بعد از خروج ظاہری اعضا ... دماغ قلب روح پر پڑتا ہے اُن کے بد آثار سے مجھے

بچائے اس سے پناہ بھی مانگے اور ان کو خبث اور خبایث بھی فرمایا اسی پر بس نہیں بلکہ فرمایا کہ عند الخروج غفرانک ہی یعنی اے اللہ جو کچھ اُن کے آثار بد ہیں اُن سے میں تیری ہی حفاظت مانگتا ہوں اسی واسطے بول براز باد کو روک کر نماز پڑھنا شارع علیہ السلام نے منع فرمایا تاکہ یہ گند اندر میں نہ رہے اور جہانتک جلد ممکن ہو اس کو نکالدیا جاوے۔ جب ریح یا بول براز نکلے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے روح کو بہت صدمہ پہنچایا اب روح کی تقویت کے لئے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالنے کا حکم دیا کہ روح کو طاقت ہو کیونکہ ہاتھ پاؤں منہ پر پانی ڈالنے سے تقویت روح ہوتی ہے۔

چنانچہ جب کسی کو غشی یا بیہوشی ہوتی ہے تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے پاؤں تلوے کہ اس کی تقویت قلب و روح کی لئے۔ اس کے مونہہ ہاتھ پاؤں پر چھینٹے مارے جاتے ہیں تو اس کو افاقہ ہو جاتا ہے۔

یہ ایک یقین ثبوت ہے و نیز قرآن مجید میں ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنی پانی ہر چیز کی زندگی ہے جیسے ظاہری غشی جو ایک قسم کی موت ہے پانی سے رفع ہوتی ہے ویسی ہی روحانی ضعف جو وہ بھی ایک قسم کی موت ہے پانی سے دور کرنے کا حکم دیا۔

دوسرا سوال۔ تمام جانور پاکول ذبح کے سوا حرام اور ناجائز ہیں مگر مکڑی و مچھلی کے واسطے ذبح کیوں نہیں۔

جواب۔ دم مسفوح میں بہت سے اقسام زہر کے ہوتے ہیں جو زندگی میں پیشاب پسینہ میلوں کے ذریعہ برابر نکلتے رہتے ہیں مگر موت سے وہ زہر بھی اس خون کے ساتھ مردہ میں بند رہ جاتے ہیں اس لئے وہ گوشت قابل استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اس سے نازک اور لطیف قوی تباہ ہو جاتے ہیں اور بسبب مل جانے زہروں کے وہ گوشت خبیث ہو جاتا ہے اور طیب اور پاکیزہ نہیں رہتا اور اللہ تعالےٰ کا حکم ہے یحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث مثلاً آپ خون یا مردار خوار اقوام کو دیکھو کہ اُن کے نازک اور لطیف قوی تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے وہ لطیف باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مچھلی مکڑی میں دم مسفوح چونکہ نہیں اس لئے ان کا ذبح کرنا ایک احمقانہ حرکت ہے جو حکیمانہ شریعت میں نہیں ہونی چاہیئے۔

تیسرا سوال۔ منی کے خروج سے غسل کیوں ہوتا ہے اور پاخانہ بول سے صرف استنجا کافی ہے حالانکہ بول براز نجاست میں منی سے زاید ہے پھر منی سے غسل کیوں کیا جاتا ہے۔

جواب۔ خروج منی سے تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے۔ منی کا خروج گو قلیل ہوتا ہے پھر بھی بعض وقت بعض انسان کو ضعف محسوس ہوتا ہے اگرچہ ایک جوان قوی اس کو محسوس نہ کرے مگر ہوتا ضرور ہے اس کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب متواتر خروج منی ہو جریان سے یا جلق یا کثرت جماع سے تو پھر خواہ کیسا ہی قوی جوان ہو چند روز میں ہی دل دماغ آنکھ پھیپھڑہ غرض تمام اعضا میں بیماریاں اور ضعف پہنچکر اس کو تباہ کر دیتا ہے یہ تو حال ہے تھوڑی تھوڑی منی نکلنے کا اگر وہ پاخانہ یا بول کے برابر نکلتے تو خدا جانے ایک ہی بار نکلنے سے کیا اندھیر ڈھا دیتے پس خروج منی سے چونکہ تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے اس لئے اس سے تمام بدن کا دھونا ہے مناسب بلکہ ضروری ہوا تاکہ تمام بدن کو طاقت آجاوے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر انسان دوبارہ جماع کرنا چاہے تو غسل کر کر جماع کرے اس سے اس کو نشاط اور قوت عمدہ ہو جاوے گی۔

چوتھا سوال۔ قرآن مجید میں بعض آیات و بعض قصص تکرار کیوں آیا ہے حالانکہ تکرار لفظی فصاحت نہیں۔

جواب۔ قرآن کریم میں ہرگز کوئی قصہ نہیں۔ جب قصہ ہی نہیں تو تکرار قصہ کیا۔ قصہ کی جمع۔ قِصص ہے اور احسن القَصص کے معنے ہیں عمدہ بیان۔ اگر کوئی قصہ قرآن مجید میں ہوتا تو کسی واقع کے ابتدا کسی کی انتہا کسی کی تاریخ بیان ہوتی یا وہ قصہ مسلسل من اولہ الی آخرہ کا بیان ہوتا مگر ایسا کہیں بھی نہیں دوسرا تکرار مخل فصاحت بھی نہیں ہوتا آپ دیکھیں مخمس مسدس تضمین ترجیع بند وغیرہ میں ہی بند یا مصرع بار بار آتا ہے بلکہ گیت میں تو تکرار کو اس قدر موثر پاتا ہے کہ ہر ایک شعر کے بعد مصرع اول کو دہراتے ہیں دوسرا قرآن مجید کا نام ہی ذکر۔ تذکرہ۔ ذکریٰ ہے جسکے معنے ہیں یاد۔ یاد دہانی۔ جس کلام پاک کا نام ہے یاد دہانی ہو کیا وہ ایک دفعہ کہکر چپ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا فرض ہے کہ برابر یاد دلاتا رہے۔ کیا مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو ......۔ ایک ہی دفعہ نصیحت کر کر چپ ہو جاتا ہے یا جبتک بچہ سدھر نہ جاوے وہ بس ہی نہیں کرتا اور اسکو صبر ہی نہیں آتا۔

اگر تکرار خلاف فصاحت ہے تو اللہ تعالیٰ کا بار بار انبیاء رسل ...... کتب سماوی کا بار بار نازل فرمانا یہ بھی تکرار ہی ہوگا خصوصاً قرآن مجید کے نزول اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو سلسلہ مجددین آپکے نزدیک اور بھی خلاف فصاحت اور غیر ضروری ہوگا۔ بہرحال یہ اُس ارحم الراحمین کا رحم ہے اللھم واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ (فضلدین حکیم از قادیان)

اطلاع

(۱) جن خریداران کے نام الحکم کا بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ واجب الوصول ہے اُن کے نام مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ جو صاحب اس بات کی اطلاع نہ دیں گے کہ وہ کب واجب الادا چندہ ارسال کرینگے۔ وہ ہر وقت مطبع کا وی پی وصول کرنے کے لئے طیار رہیں۔ اس اطلاع کے سوا اور کوئی الگ اطلاع بقایا داران کے نام نہ بھیجی جاویگی۔ (۲) خریداران کو چاہیئے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور درج کیا کریں نمبر تلاش میں بہت سا وقت کلرک کا ضائع ہوتا ہے۔ امید ہے کہ خریدار آیندہ اس کی احتیاط رکھینگے۔ مینجر الحکم

اپنے مطلب کے اقتباس

اسلام نے پہلے ہی دن پکار کر کہدیا تھا کہ ومن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً دنیا میں بہت سی قومیں ہیں جن کی ترقی کی تہ میں قومیت اور علم کی طاقت پوشیدہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی کوئی قومیت نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے خاص بنی اسرائیل کی ایک مذہبی سوسائٹی قایم کی اور مسیحؑ نے اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا چاہا۔ لیکن اسلام نے تمام اقوام عالم کو ایک مشترک اور عالمگیر مذہب کی دعوت دی اور عرب و عجم اور مشرق و مغرب کو ایک مذہبی سطح پر جمع کر دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہب قومیت کی جگہ لے لیتا اور یہی ہوا بھی۔ ایک وحشی منبع جہالت اور خلق الموسوبات قوم نے جو صدیوں سے مذہبی مصلحین کی بے التفاتی سے اپنی وحشت پر اصرار کے ساتھ قائم تھی دیکا یک ریگستان عرب سے سر نکالا اور ایک چوتھائی صدی کے اندر ہی اندر روم اور عجم کے مستحکم تمدن کو لرزا دیا۔ صدیوں کی سوئی ہوئی قوم کا یکایک جاگنا اور اس طرح جاگنا کہ صدیوں کی جاگی ہوئی قوموں کو پا اکر کے علم و تمدن کو اپنا حلقہ بگوش بنا لینا تاریخ عالم کا ایک عجیب ترین واقعہ ہے۔ لیکن یہ انقلاب کیوں ہوا؟ کیا فلسفہ و حکمت کی اُن کو تعلیم دی گئی تھی؟ کیا یونان اور مصر کی تعلیم گاہوں کا یہ اثر تھا؟ کیا ارسطو اور افلاطون الٰہی کے اسرار حکمت درس کا یہ کرشمہ تھا؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ ان اسباب میں سے ایک سبب بھی موجود نہ تھا صرف مذہب اور صرف مذہب اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ قرن کے اندر ہی اندر ایک وحشی ترین قوم کو قیصر و کسریٰ سے بہتر حکومت بخشدی یونان اور مصر سے بڑھکر فلسفہ و حکمت سکھا دیا اور بابل اور ایران سے اعلیٰ تمدن کا بانی بنا دیا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ اخلاق نے اس بالا تر اعلیٰ عالم سطح پر پہنچا دیا کہ دنیا ایک ہزار برس آگے بڑھ گئی ہے۔ نیچر کے عجائبات ہر طرف جلوہ نما ہیں اور تحقیقات و انکشافات کا دریا موجزن ہے۔ لیکن آج بھی اُس کی بلندی اسی طرح نمایاں ہے جس طرح آٹھویں صدی عیسوی میں حیرت افزائے عالم تھی۔

تم نے کیا نتیجہ نکالا؟ افسوس کہ تم اپنے ماضی سے سبق عبرت نہیں حاصل کرتے۔ تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ تم کو بتلاتا ہے کہ جس ذلت اور نکبت نے تمہارا محاصرہ کر لیا ہے اُس کی تولید کہاں سے ہوئی؟ ہاں اس واقعہ سے تم دیکھ سکتے ہو کہ موجودہ حالت میں تم کو کیا کرنا چاہئے؟ دنیا میں اور قوموں نے قومیت اور علم کے بہتے پر ترقی کی ہوگی مگر مسلمانوں نے صرف اسلام کے فیض تعلیم سے عروج حاصل کیا۔ اسی کی تعلیم نے علم کا راستہ تبلایا اور اسی کی آواز نے تمدن اور حکمرانی کے گر سکھلائے۔ مسلمانوں نے جب ریگستان عرب سے قدم باہر نکالا تو اُن کی تمام پونجی صرف ایک مقدس الصحیفہ الہامی کتاب تھی یہی تو مجموعہ قوانین ہدایت اور مخزن تعلیم تھا جس کو اپنا دستور العمل بنا کر مسلمانوں نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا۔ مردانہ وار اس زینے کو طے کر گئے اور جیت رکھا ہے جب تم ترے تو تمدن اخلاق اور علم و حکمت کی دولت سے مالا مال تھے۔ لیکن اب یہی مسلمان ہیں جن کی نکبت و ذلت کی آوازوں سے مشرق و مغرب گونج رہا ہے وہ دنیا کے کسی گوشے میں خوشحال نظر نہیں آتے اور کسی حصہ سے اُن کی خوشگوار آواز نہیں سنائی دیتی حکومت کی دولت تو ایک مدت سے برباد ہو رہی ہے لیکن علم و اخلاق جو ہمیشہ اسلام کی نمایاں علامت رہا ہے اب وہ بھی اُن کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ حالت میں یہ اختلاف کیوں ہے؟؟ تاریخ عالم کا یہی عجیب واقعہ بتلاتا ہے کہ تمہاری ترقی کا اصلی سبب اسلام کی تعلیم کی تعمیل تھی۔ جس دن یہ عمل مفقود ہوا اُسی دن سے اُن نتائج نے بھی منہ موڑ لیا جو اس علت سے وابستہ تھے۔

مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم کے اثر نے بلند کیا اور اسی اثر کے فقدان نے بلندی سے پستی میں گرایا۔ تم گذشتہ حالت کو موجودہ حالت سے ملاؤ۔ جس چیز میں شدید فرق نمایاں ہو گا وہ صرف اسلام کی تعلیم پر عمل ..... کا فقدان ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کی دعوت سے منہ موڑا تو عزت اور دولت کی پیشانی پر بھی بل آ گئے۔ قرآن نے اُن کو نہایت سختی سے سکھایا تھا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق مت ہو۔ لیکن انھوں نے اس کی پروا نہ کی اور نااتفاقی کو اپنا شعار بنا لیا۔ قرآن نے تبلایا کہ انما المومنون اخوۃ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن انھوں نے باہمی دشمنی اور کینہ سے رشتہ اخوت کو کاٹ ڈالا۔ قرآن نے تعلیم دی کہ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کرا دو لیکن اُنھوں نے صلح کی جگہ باہمی جنگ و جدل کی آگ کو ہمیشہ بھڑکایا۔ قرآن نے وشاورھم فی الامر کا اشارہ کر کے جمہوری اور قومی حکومت کے تناور پیڑ ور دیا مگر انھوں نے شخصی اور جبری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ قرآن نے حکم کیا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم میں ایک ایسی جماعت بھی موجود رہنی چاہئے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کی ترغیب دے اور برائیوں سے روکے۔ لیکن انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بند کر دیا۔ قرآن نے نصیحت کی کہ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری کے لئے مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کی اعانت سے باز رہو۔ لیکن اُنھوں نے اعانۃ علی الاثم والعدوان کو اپنا دستور العمل بنا لیا اور بجائے طرف نیک کاموں کے ترغیب دینے کے ..... قرآن نے ناصحانہ لہجہ میں سمجھایا کہ یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ ایمان والو! خدا کے واسطے انصافانہ گواہی دینے کے لئے تیار ہو جایا کرو۔ اور ایک قوم کی دشمنی کے لئے عدل و انصاف کی روش نہ چھوڑو! عدل کرو کیونکہ یہی چیز راہ اتقا سے اقرب ہے۔ لیکن اُنھوں نے اس آواز کو بھلا دیا اور ظلم و عدوان سے بیعت کر لی۔ اخلاق اور محاسن اخلاق کے لئے تعلیم کی جگہ ضرورت تھی کہ خلق عظیم کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ دکھلا دیا جائے۔ اس لئے فرمایا کہ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن انھوں نے اس اسوہ حسنہ کی تقلید بالکل چھوڑ دی اور وہ تمام اخلاقی محاسن ضائع کر دیئے جن کے لئے اسلام ہمیشہ دنیا میں سربلند رہا۔ قرآن نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ ان ھذہٖ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے وہ جب تک اس بتلائی ہوئی راہ پر چلتے رہے سر بلند رہے اور جب اُنھوں نے کج راہی اختیار کی اور تعلیم قرآن کی مخالفت کو دلیل راہ بنایا تو ومن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً کی الہامی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی اور اس جرم کی پاداش میں خسر ان مبین کی سزا ملنی شروع ہو گئی یاد رہے کہ ابھی ونحشرہٗ یوم القیامۃ اعمیٰ کی پیشگوئی باقی ہے۔

مسلمانو! خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور اس کو دلیل راہ بناؤ کیونکہ قرآن نے تم کو بلند کیا تھا اور اب قرآن ہی تمکو اس پستی سے نکال سکتا ہے۔ تعلیم اسلام کو اپنا دستور العمل بناؤ اور دیکھو کہ وہ تمہاری

تمام غلطیوں اور نقصوں کو کیونکر دور کرتی ہے وہ تم کو تعلیم کی طرف متوجہ کریگی کیونکہ وہ پہلے ہی دن کل مُسْلِمٍ وَکُلِّ مُسْلِمَۃٍ کے لئے طلب علم فرض کر چکی ہے وہ تم کو علوم جدیدہ کی تحصیل کی ترغیب دیگی کیونکہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ کی آواز دنیا میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے بلند کی وہ تم کو اخلاق کی روشنی سے منور کر دیگی کیونکہ داعی اسلام بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہہ چکا ہے۔ وہ برخلاف تمام مذاہب کے تم کو دنیا میں بھی برسر عروج رکھے گی اور عاقبت میں بھی راحت اور مسرت کا باعث ہوگی کیونکہ وہ تمکو یہ دعا سکھلا چکی ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً غرضکہ وہ تم کو حضیض مذلت سے نکالکر پھر اوج کمال پر پہنچا دیگی اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے خطاب کے پھر تم مستحق ہو جاؤ گے موجودہ نکبت سے نکلنے کی یہ ایک تنہا صورت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ جو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ فلاح دنیوی اور نجات اخروی عمل بالقرآن سے وابستہ ہے فلاح و صلاح کا طالب ہونا اور تعلیم اسلام سے مُنہ موڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے درازی عمر کی آرزو کرنی اور طب کے تجارب سے تغافل ہو جانا۔

تَرْجُو النَّجَاۃَ وَلَمْ تَسْلُکْ مَسَالِکَھَا
اِنَّ السَّفِیْنَۃَ لَمْ تَجْرِیْ عَلَی الْیَبَسِ

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ آمین ٭ (دار السلطنت)

ڈائری

۱۱۔ فروری۔ نماز ظہر

قبل ظہر۔ چند نئے واردین بیعت کے لئے حاضر ہوئے سید عطا حسین صاحب اور ڈاکٹر محمد علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ساکنان ضلع گجرات نے حضرت سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے اُن کو بیعت کر کے دعا فرمائی۔ بعد ادائے فریضہ ظہر حضرت نے آج کی مندرجہ ذیل تازہ وحی سُنائی۔

دَعْنِیْ اَقْتُلْ مَنْ اٰذَاکَ اِنَّ الْعَذَابَ مُرَبَّعٌ وَّمُدَوَّرٌ ٭

ترجمہ

چھوڑدے مجھے کہ میں قتل کر دوں اُن لوگوں کو جنہوں نے تجھے ایذا دی کیونکہ اُن کے لئے میرا عذاب چاروں طرف سے پکڑنے والا اور گھیرنے والا ہو کر آرہا ہے۔

نماز ظہر سے پہلے مندرجہ ذیل قصیدہ مدحیہ احمد الدین زمیندار ساکن شادیوال ضلع گجرات محرر ڈسٹرکٹ بورڈ گوہاٹ نے حضرت کی حضور میں کھڑے ہو کر سُنایا حاضرین نے اس کو پسند کیا۔

قصیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مسیحائے زماں مہدی والا گوہر۔ راستبازوں کے امام اہل صفا کے رہبر
مظہر ذات خداوند برو زاحمد۔ مہبط وحی الٰہی و کلام برتر
شاہ اقلیم سخن ماہ سپہر اسلام۔ پاک مذہب کے معین حامی دین پرور

ان دنوں راہ ہدایت کے دکھانے والے۔ جبکہ بے دینی ہی پھیلی ہوئی حد سے باہر
روح اور جسم کے دکھوں سے چھڑانیوالے۔ نسخہ کیمیا ملکوت سمارے لاکر
احمد خستہ در کون آیا ہی خدمت میں تری۔ درد و آلام زمانہ سے بہت ہے مضطر
ملجا و ماوا انہیں اسکا تیری در کی بجز۔ آستانے کو تیری چھوڑ کر جائے یہ کدھر
دکھوں دردوں سے اسے کر دے تو چنگا للہ۔ کر دعا اسکے لئے پیش خدائے اکبر
پھیر کر سدرہ کو جاتی ہیں دعائیں تیری۔ باتیں پتھر کے دلوں میں بھی تیری کرتی اثر
پھول جھڑتے ہیں فصاحت کے لبوں سے تیری۔ اور بلاغت میں نہیں کوئی بھی تیرا ہمسر
درد و جانکاہ مصیبت سے دُنیا کے بچاتا تو ہے۔ روح کے دکھوں سے کر دیتا ہی پاک وباطہر
تیرے الطاف کے سائے میں جو آیا اُسکو۔ رنج والم و مصائب سے ہی کیا ڈر
تیری برکت سے بہت کوڑھی ہوگئے ہیں اچھے۔ دیکھ لے آکے یہاں جسکو نہ آئے باور
فیض کا بیج جو دنیا میں ہی بویا تو نے۔ سامنے تیرے وہ لایا ہے بہت عمدہ ثمر
ہے زبردست یہ اک تیری صداقت کا نشان۔ واقعی جانا ہے پہچانا پھلوں سے ہی شجر
دین اسلام یہ احسان ہیں تیرے بے حد۔ گو مسلمانوں نے برسائے ہیں تجھ پر پتھر
قوم کے درد سے رہتا ہی تو غمگین و حزین۔ رات کو اشکوں سے تر ہوتا ہی تیرا بستر
ہوا پامال توجہ سے ہی تیری دجال۔ جو کہ اخبار پیمبر میں تھا لکھا اعور
کانپ اٹھتے ہیں تیری نام سے دین کے دشمن۔ دیتی لرزا ہیں اُنھیں تیرے قلم کے جوہر
سیف کا لیتا ہی تو کام قلم سے اپنی۔ تجھ کو درکار نہ نیزہ ہی نہ تیغ اور نہ تبر
تو نے دنیا سے دیا مردہ پرستی کو مٹا۔ اور دکھلا دیا اسلام کا مہر انور
پاک اور صاف کیا دین نبی کو تو نے۔ اُس طریقہ پہ چلا جیسا ابوبکر و عمر
عزم و ہمت ہی تیری دیتی رسالت کا پتہ۔ یہ سمجھتا ہی وہ جو غور سے کرتا ہے نظر
فیض قدسی ہی تیری آتی ہیں کھینچی روحیں۔ جمگٹھا رہتا ہی ابرار کا تیرے در پر
تیری طلعت ہی نمایاں ہیں نشانات ہدیٰ۔ روح ہو جاتی ہی خوش دیکھ کے تیرا منظر
ہوتی جاتی ہی تیری دنیا پہ عزت قائم۔ اور مخالف ہیں تیری در بدر اور خاک بسر
ٹلتے جاتے ہیں تیری سامنے دشمن سارے۔ زد پہ آیا جو تیری اُس کا ٹھکانا ہے سقر
تیری اعدا کا نہیں کوئی ٹھہرنے والا۔ شاہ افلاک ہی ہر بات میں تیرا یاور
جب تلک دنیا میں ہی سنت ہی خدا کی جاری۔ کہ وہ کذاب کی گردن پہ ہے رکھتا خنجر
تیرے خدام کو ہو روح قدس کی تائید۔ اور مخالف کو ملی تیری نہ مہلت دم بھر

نماز عصر

آریوں کی مذہبی کانفرنس مقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا کہ اگر کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر سننے کے لئے مقرر ہوں تو ہم مضمون لکھکر سنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

قبر میں سوال و جواب

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ قبر میں سوال و جواب روح سے ہوتا ہے یا جسم میں وہ روح ڈالا جاتا ہے۔ فرمایا۔ اس پر ایمان لانا چاہئیے کہ قبر میں انسان سے سوال و جواب ہوتا ہے۔ لیکن اُس کی تفصیل اور کیفیت کو خدا پر چھوڑنا چاہئیے۔ یہ معاملہ انسان کا خدا کے ساتھ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر قبر کا لفظ بھی وسیع ہے جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کی حالت بعد الموت میں جہاں خدا اسکو رکھتا ہے وہی قبر ہے خواہ دریا میں غرق ہو جائے خواہ جل جائے۔ خواہ زمین پر پڑا رہے۔ دنیا سے انتقال کے بعد انسان قبر میں ہے۔ اور اس سے مطالبات اور مواخذات جو ہوتے ہیں اس کی تفصیل کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے انسان کو چاہئیے کہ ایسی بحث کیوں کر [illegible] ٭

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمون کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھلا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے - ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں - اول آزماؤ پھر منگواؤ -

بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے - ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ یہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیں پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلاء طلسمی } پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں - وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اوٹھائیں اور معجون طلسمی کھاویں انشاءاللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ -

سرمہ سلیمانی } آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سوزن دندان } دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سوزن کا کام ہے

قیمت فی بکس ۸ر

المشتھر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ مطب گڈھ ضلع دہلی

ایڈوکیٹ بمبئی میں سے

(بمبئی کے ایک عطار کی رائے)

ایک ہمسایہ کی شہادت بمبئی کے بہت سے باشندوں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے کیونکہ قدرتاً ہموطنوں کی رائے توجہ خیز ہوتی ہے یہ تحریر جو کہ جے - ڈبلیو - راجرس صاحبان عطاران سبھا تیجپال بمبئی کی ہے پڑھی - وہ کہتے ہیں ہمیں یہ سند دیتے ہیں بہت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے چند مریضوں میں ڈاون کی پیٹ کے درد اور گردہ کی گولیوں کا استعمال کیا اور اُن سے نتیجہ واقعی عجیب اور عمدہ حاصل ہوا ڈاون کی پیٹ کے درد اور گردہ کی گولیاں گردہ اور مثانہ کی کسی قسم کی شکایت کی علامت معلوم ہونے پر کھالی چاہئے دوسرا کوئی سلامت طریقہ نہیں ہے کیونکہ گردوں کی بیماری خطرناک ہے اور اس سے بیخبر نہ رہنا چاہئے ڈاون کی گولیاں گردوں کو طاقت بخشتی ہیں اور خون میں سے فضلہ کو دفع کرکے اوسکو پاک و صاف رکھتی ہیں جبکہ گردے خراب اور کمزور ہوجاتے ہیں اسوقت اس ضروری کام کو نہیں کر سکتے اور اس وجہ سے پشت اور اعضا میں درد - درد سر - بیخوابی - چکر آنا - نظر کا کمزور یا دھندلا ہونا وغیرہ شکایات جسم کو تکلیف دیتی ہیں اور اگر گردوں کی مدد جلد نہ پہنچائی جائے تو خطرناک بیماریاں مثلاً درد پشت - ضعف جگر - وجع مفاصل یعنی جوڑوں میں درد ہونا - عرق النسا - پیشاب اور مثانہ کی شکایت ہونیکا خوف ہوتا ہے اس وجہ سے گردوں کے خراب ہونے کی ذراسی بھی علامت معلوم ہونے پر ڈاون کی گولیاں لینی چاہئیں - اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کے طبیبوں اور باشندوں کی شہادتیں بمبئی کی خلائق کے لئے شائع کرتے ہیں اگر آپ اس کالم کو دیکھتے رہیں گے تو ضرور کسی ملاقاتی کا نام پائینگے -

یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈاون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عنلہ براہ عنایت آپ ضرور ڈاون کی گولیاں منگوایئے کہ جنکی مہربان راجرس صاحبان تعریف کرتے ہیں -

ایک لاکھ شیشہ تقسیم ہوچکی

اگر ہمارے سرمہ کی پرستش کی مہر آفتاب کا ٹریڈ مارک ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

فتیلہ اتنا - اہر لگا اور آنکھیں صاف **بسم اللہ نور** (۱۱) ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول ما... تک میں فائدہ کیا ہے اور باقی امراض - جالا - پھولا دھند - غبار سبل پانی - پڑبال - خارش موتیابند ابتدائی - سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے بعد استعمال سے کھو دیتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں ایک تولہ - بال بھر سے زائد کو کافی ہے ایجنٹوں کی ضرورت ہر ایک جگہ ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے - سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

موتی سنگی شروع ہو رنگ کم خرچ بالا نشین خوش وضع ایسے کہ ریشمی معلوم ہوں مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ - جاڑوں میں ... تو شک لحاف کے واسطے ... پائدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۲ گز - ۸ گرہ عرض ۱۰ گرہ قیمت صرف عہ ر فرمائشات وی پی منگانے میں جانبین کا محصول روزانہ ذمہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے

المشتھر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات اور مضبوط بنا کر انسداد مرض کرتا ہے

ہاں کبھی ہے نہیں جاتا ہمیشہ اس نشان کی ماہی گیر کا املشن } فروخت کیجئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے لو اسکاٹ کے طریقہ جنت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام صرف حصہ دوم قیمت ۱۲ ست بچن قیمت ۱۲ آریہ دھرم قیمت ۸ تحفہ قیصریہ اور مسئلہ وحدت وجود مرحوم تیسری دفعہ چھپا ہے قیمت ۳ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ فیصلہ آسمانی قیمت ۲ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا تعصب رد قیمت ۴ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول قیمت ۱۲ سلک مرواریدہ قیمت ۴ سلک مروارید حصہ دوم ۸۰ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۴ علاوہ محصول ڈاک الانذار قیمت ۴ - متفرق کتابیں - تفسیر سورہ تبت ۱ سواء السبیل نمبر ۱ قیمت ۱ نسخ رد شیعہ قیمت ۲ ضرورت امام قیمت ۱ قصیدہ ضوابط ا سرار قیمت ۲ برہان الحق عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے قیمت ۲ تفسیر سورہ بقرہ قیمت ۱

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

رقیمه روباز بحضور موفور حبیبی امیر کابل بالقابه

جناب والا - خاکسار محض ابتغاءً لوجه الله بتوضیح توجه
بندگان همایون بوسیلهٔ عریضهٔ هذا در اظهار چند امور واجبی سعی
می دارد که من بنده را بر نگارش این گذارش ازان واقعات
و واردات جرأت و جسارت دست داده است که درین سیاحت
هندوستان از مخاطبات و مکالمات جناب فخامت مآب ظاهر و باهر
گردیده درین حریت و امنیت که حق سبحانه تعالیٰ شانه محض بکرم عمیم
و فضل فخیم رعایائے قیصر هند را در تحت ظل تاج برطانیه عطا فرموده
حوصلهٔ ام را افزوده - بالیقین می دانم تاجدار دولت خداداد را
خاطر نشین باشد که اسلام از فضل ذوالجلال والاکرام آن مذهب
طیب است که در دمیدن روح حریت و صاف گوئی بطبائع
متبعین مخلصین دستگاه خاص بل اختصاص می دارد هم ازین جهت بود
که اعراب بادیه حتی عجائز عجزه در بارگاه معدلت پناه خلفای راشدین
رضی الله عنهم اجمعین از گفتن کلمة الحق هیچ بیم و هراس
و خوف و سواس نمی داشتند و حضرت خلفا باوجود ابهت و شوکت
که لازمهٔ حکومت و سلطنت است از قبول حرف حق گردن تسلیم خم
نموده صفائی طینت و حسن طویت را ثبوت می دادند -

از نگاه سریر آرائے کابل ماجرائے محمود غزنوی انار الله برهانه
نیز مخفی نباشد که آن شاهنشاه جنت آرامگاه را در دادرسی عجوزهٔ عاجزه که
فرزند جگر پیوندش را فریق قطاع الطریق بیدریغ زیر تیغ کشیده پیش آمد -
مع القصه صد هزار نظائر ازین قبیل از عهد میمنت مهد خلفائے کرام
و سلاطین عظام ثبت جرائد تواریخ و یادگار اهل روزگار است - چندان
بعید رفتن ضرورت ندارد و خود ما مردم زیر سایهٔ گران مایه سلطنت برطانیه
(که خدا تعالیٰ اقبال رهنما فزونش کرامت کناد) آن قدر حریت و نجدت
حاصل کرده ایم که نسبت یک فراول ضبطیه تا عمل منصبیه قیصریه
در خیر سگالی ملکی و مالی حقوق اظهار آزادانه خیالی را می داریم چنانچه
بر ضمیر منیر صفا تخمیر بوجه احسن کشف این حقیقت شده باشد که
حکومت امپیر الطوریه آن خرده گیری را که متعلق قوانین مجربه و احکام
نافذه اش من جانب افراد رعایا معروض می گردد بسمع رضا اصغا نموده
در صورت دخل بیجا اصلاح بعمل می آرد -

برائے ازین شهریار کامگار مخفی نمانده باشد که امروز درباره قدوم
مسرت لزوم خیا ازادانه آرائے مختلفه هر روزه در روزنامهائے
این دیار و امصار مرقوم می گردد این همه اثر آن حریت است که هر کس
هر چه در دل دارد نسبت ذات و صفات بادشاه کابل بے محابا آشکارا
می سازد بدین لحاظ سیاحت هندوستان بجهت خدام ذی احتشام خیلی
بابرکت خواهد بود - که در ضمن آن متعلق اعمال و افعال خویش معیار
صحیح و اندازهٔ درست حاصل توانند نمود هم برائے اهالی هندیه نسبت
کردار و اطوار خود اطلاع پیدا توانند کرد و هم بر امور یکه در ملک افغانستان
واقعیت ازان پیدا نمودن دشوار است ببصیرت تام بهم رسانند
زیرا که بالیقین دران سرزمین این چنین حریت تا هنوز صورت نه بسته
و بارگاه سلاطین از متملقین که عمل شان روز بی شان - اگر شب روز
را گویند شب است این - ببائد گفت اینک ماه و پروین -
باشد خالی نباشد - من نه روزنامهائے هندوستان حالات
سیر و سیاحت اعلیٰ حضرت مطالعه کرده بر فحاوی مطاوی تقاریر
مصلحت تدابیر که وقتاً فوقتاً از زبان شوکت ترجمان صدور یافته
حرفی دقیق و غور عمیق بجا مے آرم سزیرا که وقائع نویسان بالواسطه
کلمات حذاقت آیات مشغلهٔ دل خوش کن بدست افتاده است
و امارت مآب را نیز بواسطهٔ آن تازه مخاطبات بر دانستن ما فی الضمیر
اهالی این نواحی متعلق حرکات و سکنات ذات و صفات یک موقع
نیک پیش آمده است ازین پیش درباره خیالات سکنهٔ این صفحات
قیاس براعت اساس محض بر اقوال سماعیه بطور نتائج ظنیه مرتب شده
باشد اما الآن اهل هند را برائے العین دیده و افکارشان را بمیزان
دانش بلبیان سنجیده رائے مملکت آرائے بر مشاهدات و معاینات
مبنی خواهد بود -

من برائے باور نمودن این سخن همه تن آماده ام که زیبندهٔ تاج و
تخت افغانی درین ملک تشریف ارزانی داشته روشنئ را که بعمل
آورده در محافل سیاسی یک بحث دقیق و کاوش انیق پیدا کرده است
و کار هر فرد بشر نیست که تار و پود فکر خود را بران تند پایان رسانند
علیٰ ای حالٍ نتیجه هذا ازان متفرع می گردد که شهریار کابل و قندهار
درین سفر مسرت اثر در نگاه اهل اسلام و هنود و ترسا و یهود بجهة عزیز
و محترم و صاحب تمیز بودن سعی وافر و جهد متکاثر می دارد والحق
همین اصول معقول را اسلم و معظم می داند که برائے حکمرانی و جهانبانی
انسب بل اوجب است که در دادگستری و رعیت پروری اختلاف
اصناف ملی و نحلی و مذهبی و مشربی را بر طرف ساخته طرف گیری گروهی
یا انبوهے نه نماید - و در تعصب تصلب نورزد -

والا پایگاها - بنده را بر اظهار این بیان صاف معاف دارد - که
من بر تسلیم نمودن بے تعصبی حضور امارت ظهور هیچگونه مستعد نیستم
اگر چه پابوسی و تملق را اتفاق نمی دانستم البته من هم درین ماده مدحت
سرائی با کسے همنوائی می کردم - اما ازانجا که اطاعت و هواخواهی سلطنت
بهیهٔ انگلیشیه از روئے مذهب اسلام واجب می دانم و دانم که
دولت سنیهٔ قیصریه با حکومت فرمانیه افغانیه اتحاد مخلصانه و وداد
محبانه می دارد لهٰذالک هر فردے از افراد رعیت سلطنت انگلیس
رنگ اورنگ کوهستان افغانستان را مهمان محترم مے انگارد
و ضیف محترم مے پندارد بناء علیهٰذا این حقیر به تصور نکتهٔ
حقیقت نمائے صداقت انتما دوست آنست که معایب دوست
هیچو آئینه روبرو گوئید - نقایص فرمان فرمائے امیریه را بلاتکلف و
تصلف بروز دادن فرض عین و عین فرض می داند غالباً این صدائے
نخستین و ندائے اولین باشد که قارع صماخ می گردد مگر امید می دارم
که مزاج وهاج از استماع حرف راست برهم نخورد بلکه مسرور و محفوظ گردد
که در هندوستان جائیکه ذخیرهٔ چندین معلومات مفیده
پیدا کرده این یک را نیز از الجمله شمارد -

مرزبان افغانستان طمطراق افواج تاج انگلستان را ملاحظه فرموده
آن خیالات را که به نسبت سربازان نظامیه افغانیه بروز داده و صاحب
منصبان معسکر خویش را بدان مخاطب و معاتب داشته نیز امکان
هویدا می گردد که درجهٔ التاج و ترانی از درک نقائص خویش بطیش
نمی رود -

بنده اگر فردے از افراد رعایائے دولت افغانستان مے بود شاید
جسارت بیان عیوب حکومت امیرے در خود نمی یافت مگر امید است که

دلہائے ملک افغانستان را از شنیدن این حرف خیلے مسرت رو خواہد داد که این ہم یکے از برکات حکومت انگلیس است که رعیت را بلاست بیانی و بے ساختہ گوئے خوگر ساختہ۔ خیال می دارم که تحریر امرت بازار بتریکا از نظر شوکت اثر گذشتہ باشد که نسبت بیجا بار او فتادن خراج بباحث شہریار افغانستان بر خزینۂ ہندوستان چگونہ آزادانہ حرف گیری نمودہ است و در ضمن آن جا تہا اہل تلخ سرودہ است شاہ والا فرگاہ از سخن او اندازہ تواند گرفت که حکومت امپراطوری چہ پایہ حوصلہ فراخ و گوش حق نیوش می دارد که از راہ خیر اندیشی حرف راست بر زبان آوردن ا[illegible] خلاف آداب سلطانی و آداب قہرمانی نمی شناسد بلکہ وقعت می نہد۔

واسطۂ الخفقہ قوم افغانی را ازین رویداد موقع معلوم کردن این ادہ حاصل آمدہ است که دیہیم قیصرے رعایائے مملکت خویش را چہ قدر عزیز می دارد۔

ہرگاہ درین عہد بجدت مہد مردم ہند را ہمچو حریت قسمت شدہ است ہیچ وجہ ندارد که نسبت خطے یا عملے که بواسطۂ آن داغ ناقابل بر دامن خسرو کابل نشیند خردہ گیری کردہ نشود۔

مسلمانان دہلی را متعلق زبان نمودن گاؤ نصیحتیکہ فرمودہ قطع نظر ازان که سکنۂ آن بلدہ ارادہ می داشتند یا مے داشتند مرا بعض فقرات آن بر عرض رسانیدن بانی الضمیر آمادہ گردانیدہ است۔

وہو ہذا

من درین ملک بہ حیثیت یک دوست آمدہ ام و بہ حیثیت یک دوست واپس شدن می خواہم۔ آیا دوست این گروہ یا آن گروہ ـ لیکن من بحیثیت دوست جملہ گروہا و سائر فرقہا درین جا دار گشتہ ام آیا شمار ندامے دار بیکہ یک گروہ خاص با من خلاف گردد در میان شما چند روز آمدہ ام و مے روم می خواہم برائے من راہ سلامتی و دوستی کشادہ بماند۔

غرض یک فقرہ ایست از غنا باتیکہ مسلمانان دہلی بدان مخاطب گشتہ اند مگر آیا جناب امیر در یاد داشتن یک ضرب المثل زبان انگلیس سعی خواہد کرد که ہر کہ در خوش داشتن ہمہ کس کوشش کند ہیچ یک را خوش نتواند داشت۔

تقریر مندرجہ صدر اگرچہ مجمع سیاسی حرف دل خوش کن باشد تعجب ندارد مگر محال است که کسے دستور العمل قرار دادہ مطابق آن رفتار کند نیک مانا است این مقولہ بان درس انجیلے که اگر کسے بر یک رخسار تو سیلے کشد تو رخسار دیگر را نیز برو عرض کن ” بلاشبہ عند التعمیل این تعلیم خیلے فضول و نامقبول ثابت شدہ است۔ چہ ظاہر است که دول متمدنہ متنصرہ اگر بہ حیثیت نصارے بودن بر ارشاد استاد خود عمل کردندے ہر آئینہ نام و نشان شان از صفحۂ عالم بر افتادے۔

ہم بدین منوال تقریر بادشاہ کوہسار [illegible] یک فرق و برق ظاہرے در خودے دارد مگر نہ خود بادشاہ بران عمل تواند کرد و نہ دیگر کسے۔

تاجدار افغانستان در اثنائے تقریر خود را دارائے صلح کل و جویائے رضائے کل وانمودہ است اما بشرح صدر این عقدہ را تواند شنید که در ہندوستان برائے ما اصلاً بحیثیت یک دوست نتواند بود لاریب مہمان واجب الاحترام ما است نہ ازان رو که بما دوستی فرمودہ بل ازان رو که حکومت واجب الاطاعت ما از صدق دل خیر مقدمش نمودہ۔ لاکن خیال مندرجہ ذیل در دل داشتہ متملقانہ نتوانم گفت که دوست است۔

واز لفظ (ما) سلسلۂ عالیہ احمدیہ را مراد می دارم یعنی سلسلہ که حضرۃ مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی من جانب اللہ مامور شدہ در عالم قائم کردہ است از کے این سلسلہ که زیر ظل فرماندہی شاہنشاہ ہند و انگلینڈ با حریت تام و امنیت مالاکلام تبلیغ احکام اسلام می کند حتی قیصرہ ہند و دیگر سلاطین و دول متمدنہ را حضرت امام بشرح و تفصیل نہ بایجاز و اجمال دعوت دین متین فرمودہ بطلب علیہ السلام۔

[illegible] بلکہ از نعمائے دنیویہ ترا نصیبے بسیار دادہ اند باید اکنون رغبت بملک آخرت کنی و سر نیاز بدرگاہ پروردگار یگانہ فرود آری که ذاتش از گرفتن پسرے ملکش از مشارکت شریکے برے و غنی است آن رب وحید را از دل بیرون کردہ ہیچو معبودان را اختیار می کنے که چیزے را نیافریدہ اند و خود شان آفریدہ شدہ اند و اگر از اسلام شکے در دل است باشد من بحول و قوت خدا آمادہ ہستم که آیات صدقت بنمایم خدا بہر حالی با من است دعاہائے مرا می شنود و ندائے مرا پاسخ می گذارد و چون از روئے نصرت و عون بخواہم دست من میگیرد۔ من بہ یقین می دانم که او در ہر موطن و میدان مرا مدد فرماید و مرا ضائع نسازد آیا مے نشود که ترا از خوف روز قیامت رغبت و میل بدیدن نشانہائے صدق من در دل پدید آید۔

اے قیصرہ! توبہ کن توبہ کن! و بشنو بشنو! خدا در ہمہ چیزہائے تو و مال تو برکت بخشد و بر تو رحمت بخشائش نازل فرماید و اگر بعد از امتحان کذب و دروغ من پیدا شود تن بدان در دہم که مرا بکشند و یا بر دار کشند یا دست و پائے مرا از ہم ببرند و اگر صادق برآئم دیگر آرزو ندارم جز این که رجوع و انابت آغاز نہد گار۔ خود آوری که ترا پروردہ و نواختہ و بہ سلوات ترا انتہائے نعمت فرمودہ۔

اے ملکہ دولت اسلام را بپذیر سلامت بمانی مسلمان شو که تا روز بازپسین تمتع برداری و از شر اشرار رستگار شوی تا جور نامور ازین کلمات طیبات قیاس تواند کرد که چہ پایہ حریت از شاہ برطانیہ یافتہ ایم و چہ پایہ حوصلہ ما را وسعت پیدا شدہ است که امام ہمام این سلسلۂ عالیہ که در قرن چہاردہم از جانب خدا بعثت و ماموریت یافتہ و ملقب بہ مسیح موعود و مہدی مسعود گشتہ سلاطین روئے زمین را بدین متین دعوت فرمودہ۔

من بار دیگر میگویم که از لفظ (ما) ہمین سلسلۂ بہیۂ احمدیہ را مقصود میدارم که شہادت یک رکن رکین و [illegible] حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف طاب ثراہ سانحہ ہوش ربا و واقعہ جانگزائے عہد سطوت مہد ہمین امیر نامدار است۔

ہر مخطی میتواند که این چند سطور را یکبار برخواند۔ و از طریق انصاف غور کند که آن جماعت که یک فرد واجب الاحترام رکن صادق با اخلاص آنرا محض بہ جرم قائل بودن عدم جواز جہاد رجم گردانیدہ است از معدلت امیر چگونہ خشنود گردد۔ اگر شہید رشید اعلی اللہ مقامہ ملاہائے شوریدہ مزاج را تعلیم سلامت روی دادہ از ہرزہ غزائی کردن باز داشت و حقیقت و اصلیت اسلام آشکار کرد سا آخر انصاف باید کرد که کدام امر شنیع را مرتکب گردید حضرت امیر با نشان تواند داد که مانع فساد فی الارض و حقیقت نمائے تبلیغ اسلام را از روئے قرآن و حدیث تعزیر سنگساری است؟

آیا کلمہ دار و اللہ تبارک احترام صاحبزادہ باخبر نبود؟ و ذات بابرکاتش را

رکن اعظم دربار کابل نبود الست لاکن محض بر مسئلہ عدم جواز جہاد یک عالم باعمل و فرد اکمل را بیرحمانہ از سنگ باران استخوان شکستن کار یک بادشاہ صلح پسند نتواند بود۔

من باصد ہزار تحسر و تاسف ظاہر میکنم کہ در ذبح نمودن گاو سے خاطر آزادی قومے رعایت داشتن و یک سید بزرگوار را رجم نمودہ دل چار لک نفوس کلمہ گویان مجروح ساختن از سعدلت گستری و صلح جوئی خیلے بعید است

آیا شہریان کابل جواب تواند داد؟ کہ خون یک مرد صالح متقی از خون گاو ہم وقعت زیاد نمیدارد۔ آہ۔ اے عبد اللطیف پاک نہاد خدا بر تو نثار رحمت کناد حق امانت و دیانت بجا آوردی و مردانہ بر صداقت و راستی جان فدا کردی۔ ازین جہت حیات جاودانی یافتی! ہرگز نمیرد

آنکہ دلش زندہ شد بعشق۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔

اے حشمت مآب! چشم یک نگاہ فرما و عاشقان جان سپاری آن مرد خدا را ببین چگونہ سنگباری را بر خود گوارا نمود و آن ہمہ مظالم و صعوبات را کہ برادر و انشتی چسان بطوع و رضا گردن نہاد۔ خدا اش بیامرزاد در زیر بارش سنگ جان را داد و ایمان را نداد۔ ہیچ عبرت نگرفتی آیا ثبات و اخلاص او در پیش تو دلیل راست کیشی او نبود؟ خود بگو۔ آخر کدام حقیقت و حقیت او را ثابت قدم داشت تا دنیا و مافیہا را ہیچ بلکہ کمتر از ہیچ انگاشت۔

پس اے بادشاہ ذی جاہ ازہمان جماعت کہ در کابل از یک خود او نمونہ شہامت دیدہ توقع میداری کہ در ہندوستان زیر حکومت غیر متعصبہ انگلیسیہ سکوت داشتہ بر تقریر مصلحت آمیز تو خوش گردد حاشا و کلا تا آنزمان کہ ہر سنگریزہ سنگلاخ کابل شہادت نامۂ مرحوم مرقوم است از ہر ذرۂ خاک آن ...... ندائے "قتل مظلوما" بسامع مجامع ملکوت خواہد رسید شاہ والا جاہ را لازم است کہ بجز خوشنودی خلائق را پشت سر کردہ فکر خوشنودی حضرت داور علی الاطلاق بکند این خیلے خطرناک غلطی است کہ در دارالامارت کابل واقع گشتہ و عند اللہ جواب او بر ذمۂ فرمان فرمائے آن سرزمین است این چہ زیبست کہ بعلیگڈہ کالج قدم رنجہ داشتہ در اطاق طلبائے مذہب شیعہ ایستادہ بصورت قضایائے منطقیہ بے تعصب بودن خود را ظاہر نماید و اطفال خردسال را درین مادہ باخود ہمصفیر سازد۔ چون واقعات صحیحہ بے تعصب بودنش را تصدیق نمی کند۔ از عمل ثابت کن آن نوریکہ در ایمان تست دل چو وادی یوسفے را راہ کنعان داگزین۔ اگر گفتہ شود کہ دربار کابل نیز ہنود ہمہ را آزادی بخشیدہ است شاید کہ بخشیدہ باشد لاکن ما را ازان چہ فائدہ چون زخم سینۂ ما ہر لحظہ بصدائے بلند انکار میکند۔ آیا یک مومن موحد متقی را بہ بیرحمی بے جرم و بے خطا سنگسار کردن و ذریتش را ناکردہ گناہ بصد خواری و رآہ داسنگباری از وطن راندن ہمین ثبوت بے تعصبی است؟ باوجود این واقعات مسلمہ محض یک حکم امتناعی متعلق ذبح گاو اہل ہنود را چگونہ خوشنود میسازد؟ (ہرگاہ درین جز و زمان در ضمن مخابرات و وکنیہ تصدیق شد است کہ شاہ کابل نسبت ممانعت ذبح گاو مقابل اسند علے۔ مسلمانان دہلی انفر مودہ بل خالصاً تالیف قلوب ہنود مدنظر بودہ۔ چنانچہ یک جریدۂ آریہ سماج نسبت تقریر حضرت امیر می نگارد کہ متکلم معظم باین کلام محبت التیام ارادہ تسخیر ہندوستان میدارد کہ اگرچہ واقعہ شہادت مولانا عبد اللطیف برد اللہ مضجعہ خیلے دل گداز و صدمہ الیست کہ بر جان ما وارد آمدہ۔ اما ازین جہت خیلے محروش وقت ہستیم کہ مغفور مبرور درین معاملہ تعلقات نامردم را با حکومت قیصریہ صاف ساختہ برائے تاج برطانیہ از جانب سلسلۂ عالیہ احمدیہ یک خدمت نمایان بجا آوردہ است جزاہ اللہ عنا جزاء حسنا اگرچہ اطفال علیگڈہ کالج برائے چندے مرزبان کوہستان را

فارائے صلح کل بدانند و انستہ باشند۔ الاچار لک نفوس بگیر قائم کردن الزام تعصب بر ذاتش ثبوت قوی باخود میدارند سلک ممدوح ہم در اثنائے تقریر طلبائے مذہب شیعہ را فرمودہ است کہ روافض را ہرگز در شان صحابہ کرام اجازت سب و شتم نمیدہم اگر این فعل مبنی بر تعصب باشد بلا شبہ بحث متعصب ہستم۔ گویا ازین کلمہ اہل سنن را خوش ساختن ارادہ کردہ۔ شاید کہ ایشان نیز خوش نشوند۔ مگر بادشاہ را یک حکومت غیر متعصب نشان میدہم کہ بحمد اللہ زیر سایہ عاطفت خود بدان مشابہ ما را حریت کرامت کردہ است کہ شاید در گمان خدیو کابل ہم نگذشتہ باشد کہ در اثنائے مناظرت مذہبی از راہ ہوا خواہی و خیر اندیشی میگوئیم چرا یک انسان مردہ را پرستش میکند۔ و پرستش انسان متوفی را چرا ترک نمیدہد۔ مگر ہزار آفرین است برین حکومت غیر متعصب را کہ با نہایت صبر و تحمل این حرفہا را می شنود و ہیچ اعتراضات را نسبت شخصیکہ او را پور خدا و خدا میداند اجازت میدہد۔ حالانکہ چندین ہزار انبیا و رسل صلواۃ اللہ علیہم و علے نبینا شربت ممات چشیدہ اند کہ حکومت کابل نیز بان اعتقاد میدارد مگر باوجود نص صریح متعلق وفات مسیح اجازت لب کشودن نمے دہد۔ حالا قیاس باید کرد کہ کدام یک غیر متعصب است سلطنت امپراطوری یا حکومت امیری؟ سید المرسلین را مردہ و مسیح را برخلاف نص فرقانی زندہ گفتن خاک ہندوستان ہم عجب تاثیر دامنگیر میدارد کہ سلطان قہرمان افغانستان در دار الامن ہندوستان نزول اجلال نمودہ خلاف عادت بالوفہ بے تعصبی خویش را ابروز میدہد ہمانا از یادش بدر رفتہ ہنوز چند سال نگذشتہ کہ در ہمین ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء اخبار آریہ گزٹ نگاشتہ بود امیر کابل دو نفر مریدان میرزائے قادیانی را بہ نہایت اذیت ہلاک ساختہ۔ و در ضمن آن نوشتہ بود کہ امیر صاحب بمشورہ ملانا اہل ہنود را اگر ہا در پئے مسلمان نمودن است۔

حالا این واقعات بادشاہ افاغنہ برحال تقریر خود نظر فرماید

اگرچہ بندہ ہیچ حقے ندارد و نسبت مر افتیانیکہ شاہ صوفی مشرب بر مزارات اولیائے کبار نمودہ است حرف گیری کند بلکہ فرقہ اہل حدیث الزام گور پرستی قایم نماید۔ مگر من درین مقام این قدر بعرض میرسانم اگر زیارت قبور برائے اصلاح نفس و حصول عبرت باشد مضائقہ ندارد۔ الا سوال این است کہ آیا ازین طرز عمل تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہم حاصل می گردد یا نہ؟

العظمۃ للہ از یک طرف ہز مجسٹی بہ تقلید شاہان یورپ ثبوت صاحب خیالات آزادانہ و دارائے طبیعت فیلسوفانہ بودن میدہد و در کارگاہ کانپور برش باہوت صاف کن موئے خوک را بدست مبارک میمالد۔ و از جانب دیگر کتب دینیہ و اسلامیہ ما را کہ در حقیقت و حقیت مذہب اسلام و قرآن کریم و نبوت رسالت و فضیلت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف کردہ حضرت امام علیہ السلام است دست رسانیدن گناہ بزرگ میداند۔ یقین من است اگر بادشاہ بنظر تحقیق و فکر عمیق آن کتب را مطالعہ میکرد ہرگز دست بخون سید عبد اللطیف نمے آلود۔

در علیگڈہ کالج از استماع آیات قرآنیہ اشک بر رخسار مبارک افشاندن و بر عرض کنندۂ قرآن صاحبزادہ عبد اللطیف سنگ پراندن عجب مسلمانی و عدالت نوشیروانی است۔

من مخلصانہ حرف راستے بے کم و کاست بعرض رسانیدہ ام
نمیدانم باخر بر من چہ سلوک کردہ آید۔ شکر خدا بجامی آرم
و فخر رعیت انگلیس بودن میدارم اگر فی الحقیقہ پادشاہ
حریت پسند و خیالات صادقانہ را قدر دان است از تحریر
فقیر خوشوقت گردد و داند از خوشامدگویان خردہ گیران
دولت خواہ تر اند۔

بالآخر بانہایت انکسار در خدمت شہریار کامگار التماس
میدارم بہ طفیل ہمان بے تعصبی و آزادانہ خیالی کہ در ضمن تقاریر
ذکر آن فرمودہ و در سیاحت خویش ثبوت آن دادہ این عریضہ
را ملاحظہ نمودہ از برائے یک دقیقہ بربستر وحدت استراحت
نمودہ تفکر فرماید کہ مضمون تقریر دلپذیر با واقعہ شہادت میر
عبد اللطیف چہ قدر مطابقت میدارد قبل از اختتام عریضہ
میخواہم یک حرف دیگر معروض دارم سلطنت پناہ غور فرماید
شہید مرحوم مادۂ را کہ در طبع رعایائے افغانستان پیدا کردن
میخواست چہ قدر باعث استحکام تعلقات امیری و امپراطوری
بود اگر خیالات ہرزۂ جہاد و فساد از سر افاغنہ شوریدہ مزاج
بدر میگشت و حقیقت امنیت بران گردہ منکشف میشد
امنیکہ بر سر سرحدات افغانستان و ہندوستان قائم میگردید
در انظار دولتین خیلے قابل قدر مے بود۔

حضرت حق سبحانہ تعالےٰ شانہ بادشاہ معدلت پناہ را
توفیق رفیق گرداناد و تا بخلوص از تعصب فارغ دل بودہ بر امور
معروضہ خوض فرماید۔

بندہ بدین خیال کہ عریضہ ہذا از نگاہ اشرف امجد بگذرد در
جریدۂ خود را مملو از گذارش عاجزی شائع ساختم تا از حالات
سلسلۂ عالیہ احمدیہ خدام والا مقام را آگاہی کما ہی دست دہد
والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ *

خیر خواہ حقیقی
مدیر الحکم قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم بدین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک و از خبر ہائے معاد
ہر چہ گفت آن مرسل ربّ العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

یک قدم دوری ازان عالی جناب
نزد ما کفر است خسران و تباب

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مولوی صاحب نے آپ کا خط مجھے بنابر جواب دیا ہے سو اس کا جواب حسب ذیل عرض ہے۔

سوال اول حرم علیہ الجنۃ وماویہ النار۔ اور حدیث میں ہے کہ دوزخ ایک دن خالی ہو جائیگا۔ ان میں تطبیق کس طرح ہے۔

جواب۔ اصل تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اھل الجنۃ واھل النار کے دوام کے متعلق الگ الگ زمانہ بیان فرمایا ہے۔ اہل النار کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید ۱۲ پھر فرمایا النار مثوٰکم خالدین فیہا الا ما شاء اللہ ۸ یعنے دوزخی دوزخ میں رہینگے مگر تیرا رب اپنے انجام کار اپنی ربوبیت کر کر دوزخ سے نکال لیگا کیونکہ وہ جو کچھ چاہتا ہے کر سکتا ہے یہاں الا ما شاء کے ساتھ لفظ رب کا لگایا جو ادنےٰ سے اعلیٰ تک پہنچانیوالا ہے اور دوسری جگہ ما شاء اللہ فرمایا اور لفظ اللہ کے اصول اور امہات اسمائے حسنیٰ یعنی رحمٰن رحیم مالک ہیں جو سب کے سب رحم پر دلالت کرتے ہیں و نیز اللہ کے ساتھ پہلا لفظ رب ہی ہے جس کا فیضان اتم ہے۔ اور اہل الجنۃ کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ ۱۲ یعنے اہل جنت کے عطا غیر منقطع ہونگے مگر اہل النار کے لئے عذاب غیر منقطع کا لفظ کہیں بھی نہیں نہ قرآن مجید میں نہ حدیث میں۔

دوسرا جس مسئلہ دینی کی سمجھ نہ ہووے اس کو دنیوی مسائل پر رکھ لینے سے جلدی سمجھ آجاتی ہے۔ جو شخص دنیا میں قید ہوتے ہیں اس وقت انپر الجنۃ حرام ہوجاتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جیلخانہ ہوتا ہے کیا وہ کبھی بھی گھر میں نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ آپ دائم الحبس کو ہی دیکھ لو وہ بھی بیس سال کے بعد آزاد کیا جاتا ہے بلکہ بعض وقت تقریب جشن نشینی و دیگر بعض تقریبوں کے سبب بعض دائم الحبس قیدی آزاد کئے جاتے ہیں ماویہ النار یا حرم علیہ الجنۃ سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوام غیر مقطوع ہوگا حالانکہ دنیوی سلطنتیں باوجود غیر مقطوع کہنے کے رحم کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے۔

سوال دوم۔ ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ۲۵ اور ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ۲۸ میں کیا تطبیق ہے۔

جواب۔ ان میں تو اختلاف بھی کوئی نہیں۔ یعنے تمکو کوئی مصیبت بھی نہیں آتی مگر تمھارے اعمال کی سزا آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے آتی ہے اور اگر اللہ کسی غلطی کی سزا دینا نہیں چاہتا تو پھر وہ سزا بھی نہیں آتی جیسے چنانچہ اسی آیت کے بعد بھی ویعفو عن کثیر یعنے بہت غلطیاں معاف بھی کر دیا کرتا ہے۔

سوال تیسرا۔ اُمت اور قوم میں کیا فرق ہے۔ جواب قوم گروہ از مرداں نہ زناں قولہ لا یسخر قوم من قوم ... ولا نساء من نساء اور بعض وقت عورتیں تبعاً شامل ہوتی ہیں صراح اُمۃ گروہ از ہر جنس حیوان و انسان جماعت امم قولہ تعالیٰ ما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ۶ اور پیشوا قولہ تعالیٰ ان ابراہیم کان امۃ ۱۴ اور وقت قولہ تعالیٰ وادکر بعد امۃ ۱۲ اور راہ و دین و شریعت قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ ۴ اور معلم الخیر قولہ تعالیٰ تلک امۃ قد خلت ۱ وغیرہ غرض یہ لفظ بہت وسیع ہے۔

سوال چوتھا یونس مچھلی کے پیٹ میں گئے یا منہ میں رہے اور لفظ لقمہ کے کیا معنے ہیں۔

جواب۔ قرآن مجید سے متعلق کوئی تصریح مجھے معلوم نہیں ہوئی اور ایسے سوالات سے پرہیز کرنا مومن کو ضروری ہے جن کی تحقیق

تبلیغ و تفہیم ہو سکتی ہے۔ جب بحث ہی نہیں تو فیصلہ کیسا۔
چوتھا۔ فیصلہ کنندہ ہوتا ہے جسکو مدعی مدعا علیہ ہر دونوں کے ساتھ تعلق نہ ہو اجنبی ہو اب اگر کوئی حضور امام کے ساتھ بفرض محال مجھ سے بحث بھی کرے تو فیصلہ کنندہ یا احمدی ہوگا یا غیر احمدی سو دونوں کے نزدیک ایک دوسرے کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں۔
پانچواں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حکماً عدلاً فرمایا تو اب اس کے مقابلہ میں کون ہے جس کا فیصلہ ماننا تو بجائے سنا بھی جاوے۔ پس اب فیصلہ یہ ہوا کہ ان کا مخالف منکر مردود ہے مخذول ہے ملوم ہے مذموم ہے بدخواہ ہے۔
نیرھواں سوال۔ شیعہ سوال کرتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے کسی کافر کو کسی جنگ میں قتل نہیں کیا اگر کیا ہے تو نشان دو۔
جواب اگر قرآن کریم سے استدلال کرنا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ نے کس کس کافر کو قتل فرمایا کوئی پتہ دے۔ اور اگر احادیث سے فیصلہ کرنا ہے تو اول کتب احادیث کو مقرر کرو جن سے فیصلہ کیا جاوے (حکیم فضلدین از قادیان)

لطفِ کُن بارا نظر بر اندک و بسیار نیست

الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں میں قوم کو توجہ دلا چکا ہوں کہ نادار اور قابل امداد بچوں کی امداد کے لئے سب کمیٹی صدقات کے فنڈ میں بہت ہی کم گنجائش ہے اور درخواستیں روز بروز آرہی ہیں اور اس سلسلہ کی کوئی حد معین بھی نہیں ہو سکتی۔ قوم نے جس حال میں غریب اور نادار بچوں کی **اعانت** کا بیڑا اٹھایا ہے تو اسے پوری ہمت اور سعی سے نبھانا چاہیئے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہمیں ہر طرح بھروسہ ہے لیکن اس کی نصرت اور فضل اسی طرح پر آیا کرتا ہے کہ وہ اپنے پاک بندوں کے دل میں القا کرتا اور انھیں توفیق اعانت دیتا ہے اس وقت آٹھ طالب علموں کی درخواستیں معلق پڑی ہیں۔ اور ان کے اخراجات کے لئے کم از کم ۵۰ ماہوار کا انتظام ہونا ضروری ہے۔ حضرت حکیم الامۃ سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیمی مقاصد میں ہمیشہ سے خاص دلچسپی لیتے رہے ہیں اور خصوصاً مدرسہ تعلیم اسلام کی ابتدائی تحریک میں پہلا قدم آپ ہی کا ہے ان بچوں کو ہرگز ہرگز رد نہیں کرنا چاہیئے انھوں نے چاہا ہے کہ قوم کے سامنے اس مقصد کے لئے **دست سوال** دراز کیا جاوے اور . اس غرض کے لئے سردست چھ سو روپیہ کی اپیل کی جاوے۔ ایک یتیم کے اخراجات کے لئے ۵۰ کے لئے پہلے درخواست کی جاچکی ہے کہ حضرت حکیم الامۃ نے اس جدید وظائف کی ضرورت کے سلسلہ میں خود ۲۰ عطا فرمائے ہیں اور اسی رقم سے اس چندہ کا افتتاح کیا جاتا ہے ۔ پُر جوش الفاظ لکھنے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ خوش شناس قوم عرفی الفاظ سے محرک نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ اس کے جذبات کو ایسے الفاظ سے اپیل کرنا چاہئے کیونکہ یہ اثر غیر مستقل ہوتے ہیں ۔ اس لئے صاف طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ضرورت واقعی ہے اور کم از کم ۵۰ ماہوار کے جدید وظائف دینے کی حاجت درپیش ہے اہل دل ہمت کریں اور اپنے قومی خدمت گذاروں کا ہاتھ مشکل میں ہاتھ بٹائیں جو انھیں قوم کے درماندہ بچوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے درپیش ہے یہ ضرورت شخصی ضرورت نہیں بلکہ قومی ضرورت ہے اس لئے قوم ہی کا فرض ہے کہ اس کے پورا کرنے کے لئے سعی کرے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس تحریک کو زیادہ دیر تک جاری رکھنے کا موقع قوم نہ دیگی اور بہت جلد اسے پورا کر دیگی بہت سے احباب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا موقع رکھتے ہیں کہ وہ خود تنہا ہی ایک ایک وظیفہ دے سکتے ہیں ۔ اس لحاظ سے میں ذیل میں دس مقتدر صاحب فضل احباب کے اسماء گرامی درج کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک ایک وظیفہ پانچ پانچ روپیہ ماہوار کا عطا کر دیں تو قوم سے پھر اور درخواستوں کے لئے ہم تحریک کر سکیں۔
آخر میں مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیئے کہ یہ تحریک میں نے سب کمیٹی صدقات کے واجب الاحترام ممبران کے ایما سے کی ہے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مولوی سید قاضی امیر حسین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔
گویا ان واجب الاحترام بزرگان ملت کا ڈیپوٹیشن الحکم کے ذریعہ قوم کے بچوں کے لئے دس وظائف کی خاطر دست سوال دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جن مقتدر احباب سے ہم دس وظیفے چاہتے ہیں وہ رد نہ فرمائیں گے۔
مندرجہ ذیل احباب سے وظائف کی درخواست ہے
۱۔ خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب۔ ۲۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ۵۔ ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب۔ ۶۔ شیخ محمد بخش صاحب رئیس کڑیانوالہ۔ ۷۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد۔ ۸۔ ملک مولا بخش رئیس گورالی۔ ۹۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ لاہور۔ ۱۰۔ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد۔
مندرجہ بالا دس احباب یہ وظائف پورے کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دیگا۔ مجھے بہ حیثیت سب کمیٹی سکرٹری ایسے وظائف عطا کرنے والے احباب اطلاع دیں۔
یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات

یتیم کی سُنو

ایک یتیم کی امداد کے لئے ۶۰ کی درخواست کی گئی تھی ۶۰ کی رقم بہت بڑی رقم نہ تھی اور الحکم کے کئی ہزار ناظرین ایک ایک پیسہ بھی جمع کر کے بھیجتے تو ۶۰ ایک سال کا خرچ پورا ہو جاتا۔ مگر افسوس ہے ابھی تک باوجودیکہ سُنایا گیا تھا۔

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ

مگر بجز چودھری محمد دین صاحب افسر مال دہلی کے کسی نے اس آواز پر کان نہیں دی۔ چودھری صاحب موصوف نے پانچ روپیہ بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور انکی اولاد پر بے انتہا فضل کرے۔ اگر چودھری صاحب کے قدم پر چلنے والے اس لحاظ سے ۱۵ اور بھائی نکل آویں تو یتیم مذکور کی ضروریات ایک سال کے لئے [illegible]

مکتوبِ مقدس بنام سابق شاہِ کابل

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کرامت نامہ درج کیا جاتا ہے جو ۱۳۱۳ ہجری کے شوال مہینے میں اعلیٰ حضرت سابق شاہِ کابل کے نام بغرض تبلیغ لکھا تھا اس خط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور نے کس بصیرت اور شوکت کیساتھ اپنے دعوے کو پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی تاج برطانیہ کی برکات کو کس دلیری سے ظاہر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود بطور مذہبی فرض کے گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کا وعظ کرتے رہے ہیں امید ہے یہ خط نہایت دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد۔ بحضرت امیر ظل سبحانی مظہر تفضلات یزدانی شاہ ممالک کابل سلمہ اللہ عزوجل۔ بعد ادعیہ سلام ورحمت وبرکت باعث این تصدیعہ آنکہ خاصہ فطرت انسانی ہست کہ چون خبرے از چشمہ شیرین یابد کہ مشتمل بر چندین منافع نوع انسان باشد برغبتے و مجنے سوئے آن پیدا آید باز آن رغبت از قلب بر جوارح اثر انداز دو میخواہد کہ بہر نحو یکہ تواند سوئے آن چشمہ دود و آنرا بیند و از آب زلال آن منتفع وسیراب گردد ہمچنین چون صیت اخلاق فاضلہ و عادات کریمہ وہمدردی اسلام مسلمین آن شاہ نیک خیال بدیار ہند جا بجا متواتر رسید وذکر ثمرات طیبہ آن شجرہ مبارکہ دولت و سلطنت بشہر و دیار منتشر گشت و دیدہ شد کہ مردم شریف و نجیب ہر طرح سلالہ ودودمان شاہی رطب اللسانند۔ مرا کہ درین قحط الرجال بباعث کمی مردان اولوالعزم و شاہان ذو المجد و الکرم بہ حزن واندوہ زندگی بسر میکنم چندان مسرورے و فرحتے دست داد کہ نزد من آن الفاظ نیست کہ ادائے آن کیفیت تواند کرد۔ ہزار ہزار شکر وسپاس آن خدائے کریم راکہ چنین مبارک وجودے بے شمار وجود ہا را از انواع واقسام تباہی ہا بحفظ وحمایت خود در آورد۔ در حقیقت آن مردم بسیار خوش قسمت اند کہ این چنین شاہے گیتی پناہے نیک نیت و نیک نہاد سرچشمہ انصاف و داد در ایشان موجود است وخوشا بخت کسانیکہ بعد از مرور زمانہا این ہمہ را شمار تواند کرد لیکن از بزرگترین نعمت ہا وجود دو طبقہ ہست۔

اول کسانیکہ بقوت ہائے راستی و راستبازی پُر شدہ و طاقت روحانی حاصل کردہ گرفتاران ظلمت وغفلت را سوی نور معرفت میکشند و تہیدستان اندرون را ملئے وافر از معارف می دہند و بحمایت تقدس و تطہر خود کمزوران را ازین وادی دار الابتلا بسلامت ایمان می گذرانند۔

و طبقہ دوم کسانے ہستند کہ نہ باتفاق و بخت بلکہ بمقتضائے جوہر قابل و اوج سعادت و علو ہمت و بروق فطرت از طرف حکیم و علیم سزاوار سلطنت و ملکداری قرار می یابند و حکمت و مصلحت الٰہی ایشان را قائمقام ذات خود کردہ فرامین ایشان را مظہر قضاء و قدر خود می گردانند و چندین ہزار جان و مال و آبرو را سپرد ایشان میکنند لاجرم ایشان در شفقت و رحم و چارہ سازی دردمندان و تعہد حال غریبان و بیکسان و حمایت اسلام مسلمانان ظل حضرت رب العالمین می باشند۔

اما حال این فقیر این است کہ خدای کہ بر وقت کثرت مفاسد و ضلالت از پے مصلحت عام بندہ را از بندگان خود خاص میکند تا بذریعہ او گمراہان را ہدایت بخشد و کوران را بینائی عطا فرماید و غافلان را توفیق عمل دہد و بر دست او تجدید دین متین و تعلیم معارف و براہین فرماید ہمچنان خداوند کریم و رحیم این زمانہ را از زمانہ پُر فتنہ دیدہ و طوفان ضلالت از حد درگذشتہ مشاہدہ کردہ این ناچیز را بر صدی چہاردہم برائے اصلاح خلائق و اتمام حجت مامور کرد۔ و چونکہ فتنہ این زمان فتنہ علماء نصاری بود و مدار کار بر کسر صلیب۔ لہذا این بندہ درگاہ الٰہی بر قدم مسیح علیہ السلام فرستادہ شد تا آن پیشگوئی بطور بروز بظہور آید کہ در بارہ دوبارہ آمدن مسیح علیہ السلام زبان زد خاص و عام ہست۔ قرآن شریف صاف ہدایت فرماید کہ ہر کہ از دنیا بگذشت او بگذشت و باز آمدن او در دنیا ممکن نیست البتہ ارواح گذشتگان بطور بروز باز می آیند یعنی شخصے بر طبیعت شان پیدا می شود لہٰذا عند اللہ ظہور او بحکم ظہور ایشان می باشد ہمین طریق باز آمدن است کہ در اصلاح متصوفین بروز نام دارد ورنہ اگر گذشتگان را در باز آمدن کشادہ بودے مارا بہ نسبت عیسیٰ علیہ السلام برائے دوبارہ آمدن حضرت سید الوریٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاجت ہا بود لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ گفت کہ من دوبارہ در دنیا خواہم آمد تاہم این فرمود کہ شخصے خواہد آمد کہ اسم او اسم من خواہد بود یعنی بر طبیعت و خوئے من خواہد آمد پس آمدن مسیح نیز ازین قبیل است نہ آنچنان کہ در اول و آخر نمونہ آن در دنیا موجود نیست ہمین سبب بود کہ امام مالک رضی اللہ عنہ و امام ابن حزم و امام بخاری و دیگر ائمہ کبار ہمین مذہب رفتہ اند البتہ اکثر عوام کہ اعجوبہ پسندی می باشند ازین نکتہ معرفت آگہی نہ دارند و در خیالات شان مرتسم است کہ بطور جسمانی نزول مسیح خواہد شد و آن روز روز تماشائے عجیب خواہد بود در نشان کہ فانوسے بآتش افروختہ بود از بلندی سوئے زمین میل میکند ہم چنین نزول مسیح در تصور ایشان ہست کہ بشوکت تمام نازل خواہد شد و ہر طرف نعرہ ہای این می آید این می آید برخیزد۔ لیکن این سنت اللہ نیست اگر اینچنین عام نظارہ قدرت پدید آید پس ایمان بالغیب نمی ماند۔ آن مردم سخت خطا می کنند کہ این چنین می فہمند کہ گویا عیسیٰ علیہ السلام تاہنوز بر آسمان زندہ است حاشا وکلا ہرگز نیست قرآن بار بار ذکر وفات مسیح می کند و حدیث معراج نبوی کہ در صحیح بخاری بہ پنج جا موجود است او را در وفات یافتگان می نشاند پس او چگونہ زندہ باشد لہٰذا اعتقاد حیات مسیح گویا از حکم قرآن و حدیث بیرون رفتن ہست و نیز از آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم بصراحت معلوم میگردد کہ نصاری مذہب خود را بعد از وفات عیسیٰ علیہ السلام خراب کردہ اند نہ در ایام حیات پس اگر فرض کنیم کہ عیسیٰ تا ہنوز در قید حیات است بر ما لازم می آید کہ قبول کنیم کہ نصاری نیز تا این وقت مذہب خود را خراب نکردہ اند بر صواب محض اند و این چنین خیال کفر صریح است لہٰذا ہر کہ بر نصوص قرآنیہ ایمان می آرد او را لابد است کہ بر وفات مسیح ہم ایمان داشتہ باشد و این بیان ما اندکے از ان دلائل است کہ ما در کتب خود بطور مبسوط نوشتہ ایم ہر کہ تفصیلے بخواہد از آنجا بجوید بالقصہ ضرور بود کہ در آخر زمان ہم ازین امت شخصے بیرون آید کہ آمدن او بطور بروز در حکم عیسیٰ علیہ السلام باشد و حدیث کسر صلیب کہ در صحیح بخاری موجود است بہ بلند آواز میگوید کہ آمدن چنین کس در وقت غلبہ نصاری خواہد بود و ہر دانشمندے می داند کہ در زمانہ ما آنچنان غلبہ نصاری بر روئے زمین است کہ نظیر آن در ایام پیشین یافتہ نمی شود و دجل علماء نصاری و کارستانیہای شان در ہر نوع تلبیس و تزویر بر آن مرتبہ کمال رسیدہ کہ بہ یقین می توان گفت کہ دجال موعود ہمین محرفان و مخربان کتب مقدسہ اند تا آنکہ قریب دو ہزار تراجم

محرّفہ انجیل و توریت در ہر زبان شائع کردہ اند و کتبِ آسمانی را از
خیانتہا پُر کردہ و می خواہند کہ انسانے بخدائی پرستیدہ شود۔ اکنون
انصاف باید کرد و بغور باید دید کہ ازیشان بزرگتر دجالے کدام کس
گذشتہ تا آئندہ نیز توقع داشتہ شود کہ دجالِ اکبر دیگرے آید لیکن
چونکہ از ابتدائے بنی آدم تا ایندم در انواع مکر و دجل و اشاعت مکائد
نظیر ایشان نمی بینیم پس بعد ازین کدام آثار در پیش چشم اند تا یقینے
یا شکے پیدا آید کہ دجالے بزرگتر از ایشان در غارے مختفی ہست
و بعد ازانکہ اجتماع کسوف و خسوف شمس و قمر ہم درین ایام در
ملک ما شدہ و این علامت ظہور آن مہدی موعود است کہ در دار قطنی
بحدیث امام باقر نوشتہ شدہ است۔ فتنہ ہائے نصارے از حد
در گذشتند و دشنام ہائے غلیظ و توہین ہائے سخت بہ نسبت
ذات اقدس حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم از زبان و قلم
علمائے نصاری و فلاسفہ ایشان بظہور آمد چندانکہ در آسمان شوری
افتاد تا مسکینے را برائے اتمام حجت مامور گردند این سنت اللہ است
کہ ہر نوع فساد کہ بر زمین غالب میگردد مناسب ہمان نوع مجددے
بر زمین پیدا مے گردد پس ہر کرا چشم است بہ بیند کہ درین زمان
نائرہ فساد بر کدام رنگ مشتعل شدہ و کدامی قومی است
کہ تیر در دست گرفتہ حملہ ہا بر اسلام میکند۔ اے آنکہ برائے
اسلام غیرت می دارید فکر کنید کہ آیا این صحیح است یا غلط آیا
ضروری نبود کہ بر اختتام صدی سیزدہم کہ بنیاد فتنہ ہا نہادہ بر صدی
چہاردہم رحمت الٰہی برائے تجدید دین متین متوجہ گردد و ازین
در شگفت مانند کہ چرا این بندہ را بنام عیسی علیہ السلام فرستادہ
شد چرا کہ صورت فتنہ ہا ہمین روحانیت را میخواست۔

چون مرا فرمان پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

از ہمین بود کہ خداوند کریم مرا مخاطب کرد و گفت بخرام کہ
وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر
محکم افتاد۔ این کار خداوند حکیم و علیم است و در نظر مردم
عجیب۔ ہر کہ مرا قبل از ظہور تائیدات می شناسد او را اجر است
و ہر کہ بعد از تائیدات آسمانی دیدنے خواہد کرد او ہیچ و مرا بحکومت
و سلطنت این جہان کارے نیست غریب آمدم و غریب روم
و مامورم کہ بلطف و نرمی دلائل حقیّت اسلام
درین ایام پُر آشوب پیش چشم مردم ہر دیار نہم
ہمچنین مرا بدولت و حکومت برطانیہ کہ زیر سایہ ایشان
بامن زندگی بسر کنم تعرضے نیست بلکہ خدا را شکر
می کنم و سپاس نعمت او بجا می آرم کہ در عہد چنین پُر امن
حکومتے مرا بر خدمت دین مامور کرد و چگونہ شکر این
نعمت نگذارم کہ برین غربت و بیکسی و شور و شغبہا قوم

باطمینان کار خود تحت حکومت و دولت انگلشیہ
میکنم و چنان آرام یافتم کہ اگر شکر این دولت نکنم
ناشکر خدائے خود بجا آوردہ باشم و این امر را اگر
پوشیدہ داریم ظالم باشیم کہ چنانکہ پادریان ملت
نصاریٰ در اشاعت مذہب خود آزادی دارند
ہمچنین آزادی و عدم مزاحمت برائے اشاعت
اسلام ما نیز حاصل داریم بلکہ منافع این حریّت و آزادی
ما را بیشتر حاصل ہست ز انسان کہ ما اہل اسلام را فوائد این
حریّت بیشتر می شوند دیگران را ازان نصیبے نیست
چرا کہ ایشان بر باطل اند و ما بر حق و اہل باطل از آزادی سودے
نمی بردارند بلکہ ازین آزادی پردۂ شان بیشتر از بیشتر می درد
و درین روشنی دجل ایشان بخوبی آشکارا میگردد۔ پس این فضل خدا
بر ماست کہ این چنین تقریبے برائے ما میسر کردہ و این نعمتے برائے ما
بالخصوص داشتہ۔ البتہ علمائے نصاری را از امداد قوم خود لکھوکہا
روپیہ برائے اناجیل خود و اباطیل خود بہم می رسد و ما را البتہ
و ممد و معاون ایشان در ممالک یورپ چون مور و ملخ بکثرت
موجود اند و ما را بجز خدائے ما دیگرے نیست پس اگر در کار و بار
ما از ناداری ما حرجے است این حرج از دولت برطانیہ نیست
بلکہ این قصور قوم ماست کہ در بارہ دین بسیار غفلتے دارند و
اوقات نصرت را بظنون فاسدہ و بہانہ ہائے منافقانہ از سر خود
دفع می کنند آرے در امور ننگ و ناموس خود ہیچ اسب توسن
می دوانند نمی بینند کہ درین زمان اسلام در صدہا دشمنان استادہ است
و ہر مذہبے در میدان آمدہ است تا کرا فتح باشد پس ہمین وقت
است کہ خدمت اسلام کنیم و اعتراضات فلسفہ را از بیخ برکنیم
و حقانیت قرآن کریم ہمہ خویش و بیگانہ را وا نمائیم و عزت کلام
رب جلیل در دلہا نشانیم و کوشش کنیم کہ درین معرکہ جنگ و جدل
لوائے فتح و نصرت ما را باشد و بجان بکوشیم تا اسیران وساوس
نصرانیت را از چاہ ضلالت بیرون آریم و مستعدان فساد و ارتداد
را از ہلاکت باز داریم۔ ہمین کار است کہ بر ذمہ ماست یورپ و
جاپان ہر دو دست و منتظر ہدیہ ماست و امریکہ برائے دعوت ما
دہان خود گشادہ است پس سخت نامردی است کہ ما غافل
نشینیم غرض ہمین کار است کہ بر ذمہ ماست و ہمین آرزو است
کہ از خدائے خود می طلبیم و دعا می کنیم کہ خدا انصار پیدا کند و منتظریم
کہ کے از جانبے نسیمے بر خیزد کہ از طرفے بشارتے می آید
اے شاہ کابل ترا امروز سخن یا شنوی و از بہر نصرت ما یا اول
خود بر خیزی دعا کنیم کہ ہر چہ طلبی خدا ترا دہد و از نکبت ہا محفوظ
دارد و در عمر و زندگی تو برکت بخشد۔ و اگر کسی را در بارہ در دعوے
تامّلے باشد البتہ او را در صدق اسلام تامّلے نخواہد بود۔
پس چونکہ این کار کار اسلام ست و این خدمت خدمت دین است
ازین جہت وجود ما در میان آنانکہ بینند است خلو نیست